بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

BADR — QADIAN

قیمت پیشگی عار ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمد

مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر اں

Reg. No. L. CCLXXXVII

جلد ۹

مورخہ ۹۔ شوال ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء مطابق ۲۸ اسوج سمت ۱۹۶۷

نمبر ۴۸ و ۴۹

سارے جہاں سے اچھا دارالامان ہمارا | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشاں ہمارا

ہمارے امام علیہ السلام کی عید

سوال ۔ جناب مرزا صاحب عید کے روز نماز کیونکر پڑھتے تھے ۔ بعد نماز گلے ملنے کی رسم ان کے ہاں تھی یا نہیں؛ اظہار مسرت کے لئے اور کیا طریقے استعمال فرماتے تھے ۔ احباب و اقارب سے اس دن کیونکر ملتے تھے ۔ سیر و تفریح میں اس روز کوئی جداگانہ خصوصیت ہوتی تھی ؟ عید کے دن کچھ خاص اعمال یا اشغال بھی کرتے تھے ؟ خود آپ کا کیا معمول ہے ۔

جواب ۔ جناب کا استفسار پڑھ کر دیر تک میں متعجب رہا ۔ اور دنیوی عجائبات کا مطالعہ کرتے کرتے قریب تھا ۔ کہ میری حالت وجد میں آجاوے ۔ بلکہ ایک قسم کا وجد رہا ۔ اس وقت مجھے افاقہ ہے ۔

مولانا فقہائے کرام نے جس قدر قیاس اور استحسان سے مسائل اور حوادثات پر باریک بینوں سے کام لیا ہے ۔ اسکو اگر ایک کتاب میں لکھا جاوے اور صوفیائے کرام کی تحقیقات اور مکاشفات اور حالات وجد کو ساتھ ملا دیں ۔ اور ایک پلڑے میں رکھیں ۔ اور ڈیڑھ سو آیت قرآن جو اصل اور سر تا احکام فقہیہ ہے ۔ اور ڈیڑھ سو صحیح حدیث جو کہ مدار احکام فقہیہ علاوہ قرآن کریم کے ہے کو ایک طرف رکھا جاوے تو ان لوگوں کے انصاف پر جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت فتاویٰ تیار کر رہے ہیں کیا وجد آسکتا ہے کہ نہیں ۔

مرزا صاحب کے متعلق میں [illegible] کو ... میں نے ان کی زبان سے علی ...

زہد و ورع کوش و صدق ...

ولاکن میفزائے بر ...

اس شعر کے بعد جناب کا جواب کافی سے زیادہ ہو سکتا ہے مگر پاس خاطر سے عرض ہے ۔ عید کے دن مرزا صاحب غسل فرماتے اور تجدید لباس کرتے اور خوشبو لگا کر مع احباب کے عیدگاہ ... جاتے تھے اور گاہے اس ... مسجد میں ... ہم لوگ ... پڑھتے ہیں وہاں بھی عید پڑھ لیتے تھے ۔

عید کا خطبہ ہمیشہ یہ خاکسار پڑھ دیتا تھا یا مولوی عبدالکریم والے میں دوسرے رستے سے گھر میں تشریف لاتے تھے ۔ صدقۃ الفطر پہلے جمع کیا جاتا تھا اور قربانی کی عید میں نماز کے بعد معاً قربانی کرتے تھے ۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے گلے لگے ہوں یا کسی کو بیان دیا ہو ۔ عیدگاہ میں ہی سنتے آئے ہوئے دوست مصافحہ کر لیتے تھے ۔ سیر و تفریح کے لئے کہیں نہیں جاتے تھے کوئی خصوصیت نہ تھی ۔ اقارب سے بھی کوئی خصوصیت کی ملاقات اس دن نہیں کرتے تھے ۔ راستہ میں لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پڑھنے کی عادت تھی ۔ مگر آہستہ پڑھتے

اور بعض لوگ اللہ اکبر بلند آواز سے پڑھتے تو پڑھ لینے دیتے ۔ والعید من متبعیہ ۔ مکرر عرض ہے ۔ کہ معانقہ عام طور پر قطعاً ثابت میں ... والسلام ۔ نورالدین

سوال آیا تار خبر پر عید ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ جواب از امیر المومنین (تار خبر معتبر ہے عید کر لی جاوے)

نیم ملاں ۔ ایک شخص نے ایک ملاں سے کہا میرا بھائی قریب المرگ ہے روزہ افطار کرے کہا جائز نہیں اتنے میں وہ مر گیا جنازہ کے لئے عرض کیا گیا تو ملاں بولا ۔ حرام موت مرا ہے اس مرنے والے کے بھائی نے اسے بھی قتل کر دیا ۔ یہ واقعہ تحصیل چنیوٹ کا ہے (سراج)

جیسے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

حال میں پنجاب پلیگ کمیٹی کی جانب سے رپورٹ شائع کی گئی ہے جس میں مرقوم ہے کہ آجتک ... سات لاکھ روپیہ صرف ہو چکا لیکن سب جضول ثابت ہوا طاعون کی دوا نہیں ہی پلیگ کا مریض ڈاکٹر کے گھر نہیں جاتا دوا و دیگر طریقے سے جراثیم کا تلف کرنا محال ہے چوہوں کا مارنا بھی بے فائدہ ہے ۔

یہ ہمارے مسلمان ایڈیٹر ہیں

"نور جہاں کے مقبرہ اور تاج کے اوپر علاوہ گل و گلزار کے روشنی کا وہ عالم ہے ۔ کہ فرشتوں کی آنکھیں دیکھتے دیکھتے ششدر اور چکا چوند ہو رہی ہیں" سراج الاخبار اس پر ندامت کا اظہار کرے ۔

خلاف سنت کارروائی

مولوی محمد فیروز الدین صاحب نے پہلے (جہلم میں) ... دیر تک وعظ فرمایا ۔ پھر ۱۱ بجے

(حاشیہ:) ... نماز عید ... اداکی ... الصلوٰۃ ... (ادبی)

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا ۔)

حل چیستان کا معاملہ

مجلس اتحاد المسلمین کے ممبر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خدمت مین بذریعہ تحریر ہذا گذارش ہے۔ ایک عرصہ ہوا۔ کہ آپنے ایک مضمون بعنوان چیستان میرزا شائع کیا تہا۔ اور جس کے حل ہوجانے پر ایک معقول رقم انعامی دینے کا وعدہ تھا آپکے اعلان کے مطابق راقم سطور کی طرف سے اوسکا حل اونہی ایام مین جناب کی خدمت مین پیش کر دیا گیا تہا۔ نہ معلوم کن عذرات کی بناء پر آپنے وہ رقم نہین بھیجی۔ اور اس وقت تک ادائیگی روپیہ کا معاملہ ملتوی چلا آتا ہے ان دنون آپکے اخبار مین ایک مجلس اتحاد المسلمین کا اعلان پڑھ کر جس کے آپ بھی ممبر ہین۔ اور جس کے اغراض مین یہ بات شامل ہے۔ کہ اندرونی تنازعات کا تصفیہ اوس کے ذریعہ سے ہو۔ مجھے خیال آیا کہ یہ معاملہ ادائیگی روپیہ کا جو میرے اور آپکے درمیان متنازع ہے۔ کیون نہ اس مجلس اتحاد مین پیش کیا جاوے۔ کیا آپ اس بات پر میرے ساتھ اتفاق کرتے ہین۔ کہ یہ معاملہ اس مجلس مین پیش ہو۔ اور میرا اور آپ کا ایک پرانا تنازع تصفیہ پا جاوے۔ فضل الدین (لونی) تزئین قادیان

مدینۃ المسیح

ماہ رمضان المبارک بخیر و عافیت گذر گیا۔ ان ایام مین تدارس قرآن کی سنت کو بہ تحریک حضرت امیر نہائت محبت و شوق سے ادا کیا گیا۔ خود جناب امیر باوجود ضعف و بیماری کے ایک پارہ کا روز درس دیتے رہے مین انشاء اللہ بمو نشہ پارہ ۲۹ و ۳۰ کے نوٹ اگلے ہفتے سنا۔ مسجد مبارک مین حافظ تصور حسین صاحب نے پچھلی رات قرآن سنایا۔ جو اکیسوین کو ختم ہو گیا۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے طور پر تہجد پڑھتے رہے اور مسجد اقصیٰ مین حافظ محمد ابراہیم صاحب اول رات بیس رکعت مین قرآن سناتے رہے۔ جو ستائیسوین کو ختم ہوا۔ سید عبد الستار شاہ صاحب کے دولڑکے حافظ قرآن ہین۔ انہون نے بھی چند راتین قرآن شریف سنایا۔ بلکہ مسجد نور مین بھی ایک لڑکا قرآن سناتا رہا۔

(۲) مسجد مبارک مین صاحبزادہ میرزا محمود اور چودہری غلام احمد صاحب کریام ا... نصب صاحب محرر دفتر سکرٹری اور میان محمد حسن صاحب دفتری میگزین مع عبد الرحمان صاحب نو مسلم لاہوری اور ماسٹر محمد فقیر اللہ صاحب بی۔ اے اور مسجد اقصیٰ مین سید ولی اللہ شاہ صاحب اور خان محمد رفیع خان صاحب طالب علم ویٹرنری اور شیخ عبد الرب صاحب نو مسلم معتکف رہے۔ اللہ تعالے ان نوجوانون کو منعم علیہم گروہ کے برکات سے متمتع کرے۔ مین نے یہ نام صرف یہ دکہانے کے لئے لکھے ہین۔ کہ اس زمانہ کے عظیم الشان مجدد کی تعلیم اور قوت قدسیہ نے کہان تک آجکل کے پڑھے ہوؤن پر بھی مذہبی رنگ چڑہا دیا ہے۔

(۳) مرزا خدا بخش صاحب کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اس کا نام عبد الرحمان رکھا گیا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔

(۴) شیخ غلام احمد صاحب حسب الحکم۔ منٹگمری۔ شاہ پور لائل پور۔ کی طرف وعظ کرنے تشریف لاتے ہین۔ احباب ان کے مقصد مین معاون ہون۔ اور ان کے لئے تبلیغ کے مواقع مہیا کرنے مین ساعی ہون۔

(۵) باہر بورڈنگ کے کمرون پر چھت پڑ گئی ہے۔ فرش بچہ باقی ہے۔ پہر انشاء اللہ بورڈنگ باہر منتقل ہو سکیگا۔

(۶) مفتی محمد صادق صاحب مکرم۔ مولوی محمد سرور صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب کی معیت مین شریک ہونے کے لئے گئے ہین۔ اللہ انہین فائز المرام واپس لائے۔

(۷) صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب چند روز کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہین۔

(۸) ۵ ستمبر سے عصر کا درس قرآن بند تہا۔ ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء سے پھر شروع ہو گیا ہے۔

(۹) میر ناصر نواب صاحب بانی انجمن ضعفاء ماہ رمضان سے پہلے دورہ پر نکلے تھے۔ تاحال آپ دورہ پر ہین آجکل کتاک کی طرف ہین۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی جمیلہ کو مشکور کرے

(۱۰) ایک انجمن بنام تجہیز بہ تحریک منشی فخر الدین صاحب صادق ملتانی قائم ہوئی ہے۔ جس کا اجلاس ہفتہ وار ہوتا ہے مذہبی مضامین پر تقریرین کرنے کی مشق کرنا۔ اس کا مقصد ہے

(۱۱) ماسٹر عبد الرحمان صاحب اپنے دیگر بھائیون کے ساتھ تقریباً ہر شب رات کو کوٹھون پر قرآن سناتے ہین۔ تبلیغ کے لئے بہت عمدہ طریق ہے۔ باہر اردگرد کے دیہات مین بھی جاتے ہین۔

(۱۲) پیر غلام غوث محمد صاحب گولیکی اور حافظ احمد اللہ صاحب حسب الحکم مع چند دیگر احباب کے حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے ہین۔ اللہ تعالے انہین بخیر و عافیت واپس لائے۔

ریویو کتب

تحفۃ العرب۔ ہمارے سید محمد عبد الحی الحویزی صاحب ہمت بلند کی ایک مثال ہین۔ باوجود بے سروسامانی کے مین نے دیکھا ہے کہ وہ بڑے بڑے حجم کی کتابین چھپوا لیتے ہین۔ اور اپنے وقت کا بہت سا حصہ تصنیف و تالیف مین خرچ کرتے ہین۔ چنانچہ حال مین آپنے تحفۃ العرب ایک ۴۴ صفحہ کا عربی رسالہ نہائت ہی عمدہ چکنے و چمکدار کاغذ پر ڈبل اجرت خرچ کر کے چھپوایا ہے جسے دیکھ کر دل مین آرزو پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس کا خط بھی ایسا ہی خوشخط ہوتا۔ آپنے اسمین وفات مسیح کے لئے ۳۵ آیات دی ہین۔ اور پھر ہر ایک کے معنون کی توضیح کے لئے اگلے مفسرین کی تفسیرون سے عبارتین نکال کر درج کی ہین۔ پھر سلف صالحین کے اقوال دربارۂ وفات مسیح جمع کئے ہین پھر حضرت مرزا علیہ السلام کے موعود ہونے کا ثبوت مختصر لفظون مین دیکر جناب امام مہدی کے کلام نثر و نظم (محاذی کریم) کا نمونہ دیا ہے۔ ۳؍ قیمت ہے۔

ملنے کا پتہ۔ عرب عبد الحی۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

ویدکے ظہور مین فتور — مصنفہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب ساکن اروپ۔ آپنے نہائت متانت کے ساتھ آریہ عقائد متعلقہ ظہور وید کی تردید کی ہے۔ اور قرآن جدید کے نام سے جو مسلمانون کی دل آزاری کی گئی ہے۔ اس خصوص مین بھی نہائت لطیف جواب دیا ہے۔ کہ وید کے بعد الہام تمہارے اصول کے خلاف ہے۔ صفحہ ۳۲۔ قیمت ا؍

آزادی کا راج — صوفی لچھمن پرشاد کنگ کلرک جھنڈہ نے امن اور ہندو و مسلمان کے باہم اتفاق کے متعلق اہل ملک کو مفید مشورہ دیا ہے۔ بارہ صفحہ کا رسالہ مفت شائع کیا ہے۔

سومنگلا — ایک مذہبی ناول جسمین تناسخ کے شرمناک نتائج کو قصہ کے پیرایہ مین دکھلایا گیا ہے۔ لٹریچر کا خاص طرز ہے۔ مصنفہ۔ ایڈیٹر صاحب "نور"۔ قادیان قیمت ۲؍ حجم ۹۶ صفحہ

نعرۂ حیدری حصہ اول و دوم — ذو الفقار علی — نعرۂ حیدری حصہ اول و دوم کا مین نے بخوبی مطالعہ کیا۔ ان ہر دو حصہ مین سوا لچر اور بیہودہ اعتراض کے مصنف صاحب نے کوئی عالمانہ بحث نہین کی قرآن شریف کی کسی دلیل کو توڑ کر نہین دکھایا حضرت محمد صاحب کی ذات بابرکات پر جو حملے کئے ہین اندھا دھند ہی کر دئے ہین۔ کوئی تاریخی ثبوت پیش نہین کیا۔ مصنف صاحب مین کوئی علمی لیاقت نہین پائی جاتی۔ آریہ سماج مین ناموری کی خاطر ذلیل ہتکین ہین۔ امید نہین کہ مصنف صاحب نے قرآن شریف دیکھا بھی ہو۔ قرآن شریف مین جو جو باریکیان ہین اور جس قدر روحانی نظائر ہین اور جس قدر فلاسفی اکمل ہین مصنف صاحب کو ان سے ذرا بھی مس نہین۔ افسوس حسد اور تعصب نے اس قدر زہریلے بخار اُگلے ہین کہ جن کو پڑھ کر سوائے ایک عقلمند انسان سوا افسوس کے اور کوئی چارہ نہین دیکھتا۔ ان ہر دو حصون سے ظاہر ہوتا ہے کہ سادہ لوگون کو دام مین لانے کے واسطے مصنف صاحب نے بہت کوشش کی ہے۔ مگر اس کی یہ تدبیر کارگر ہوتی نظر نہین آتی۔ کیونکہ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر صاحب الحق دہلی نے اس کے جواب مین ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا اسم گرامی ذو الفقار علی ہے میر صاحب نے نہائت محققانہ پیرایہ مین جواب لکھا ہے اور عبارت شستہ اور پاکیزہ ہے اور جواب دیتے وقت میر صاحب نے پوری دلیل اور ثبوت سے کام لیا ہے اور میر صاحب نے معترض کے اپنے ہی بیان سے اسکو لازم کر دیا ہے میری ہر ایک صاحب سے التماس ہے کہ اس رسالہ کو بلا لحاظ مذہب و ملت ایک دفعہ ضرور ملاحظہ مین لاوین رسالہ ہذا واقعی نوراً علی نور ہے۔

۲۷ اگست سنہ ۱۰ء

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بائیسواں

(رکوع ۱)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۴)

مورخہ ۶ - اگست ۱۹۱۰ء

واعتدنا لها رزقا کریماً - اس میں معرفت کا نکتہ ہے - کہ جو بی بی فرمانبردار ہوگی اسے رزق کریم دیا جائے گا - حضرت عائشہ صدیقہ کو اس رزق سے بہرہ وافی ملا جس سے ثابت ہوا کہ وہ بہت فرمانبردار تھیں -

فلا تخضعن بالقول - حضرت عائشہ کھل کر بات کہہ لیتی تھیں یہ اس ارشاد کی تعمیل ہے -

ولا تبرجن - حضرت عائشہ کو ایک جنگ بھی پیش آگیا مگر اس میں جاہلیۃ الاولیٰ کی صورت نہیں -

لیذهب عنکم الرجس - نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بی بی ماریہ پہلے عیسائی تھی - اور صفیہ یہودی - اس قسم کے تمام عقیدوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت میں پاک ہوئیں -

مورخہ ۷ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۲ - سورۃ الاحزاب رکوع ۵)

المسلمین - فرماں بردار

القنتین - قرآن پڑھنے والے -

انعم اللہ علیہ - "زید" یہ شخص ایک لڑائی میں قید ہو کر خدیجہ کی بہن کے حصہ میں آیا - پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا - آپنے اسے آزاد کر دیا اور اپنے پاس رکھا - آپ نے اس کی شادی پھوپھی زادہ بہن سے کر دی چونکہ وہ تیز تھی - اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دے دیا -

تخفی فی نفسك - دلداری کا ایک پہلو یہ سوجھتا کہ میں نکاح کر لوں -

تخشی الناس - نبی پہ بے جا اعتراض کر کے قابل عذاب نہ ہوں یہ ڈر تھا - حضرت موسیٰ کی نسبت بھی ارشاد ہوا - کہ لا تخف انك انت الاعلیٰ - یہ شکست کا ڈر نہ تھا - بلکہ اس کا کہ لوگ مرتد ہو کر ہلاک نہ ہو جاویں -

زوجنا کها - یہ مراد نہیں - کہ اللہ ہی نے نکاح پڑھا دیا - ظاہر میں کوئی بات نہیں ہوئی - بایں وجوہات کہ ناسے حسب محاورہ قرآنی وسائط کا پتہ ملتا ہے - (ب) آپنے ولیمہ کیا (ج) جب یہ ایک رسم کے مٹانے کے لئے تزویج ہوئی - تو پھر نکاح ظاہر میں علیٰ رؤس الاشہاد کیوں نہ ہوتا -

ولا یخشون احداً الا اللہ - وتخشی الناس کے معنے اس آیۃ سے حل ہوتے ہیں اور جو معنے مخالف کرتے ہیں وہ غلط ثابت ہوئے -

وخاتم النبیین - نبیوں کی مُہر - آپ کی مُہر بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیئے -

مورخہ ۸ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۳ - سورۃ الاحزاب رکوع ۶)

اذکروا اللہ - کھڑے - بیٹھے - لیٹے - بر و بحر میں لیل و نہار - ظاہر و باطن - دُکھ سُکھ - لڑائی - سفر - حضر - صحت و سقم میں اللہ ہی یاد ہو ان سب مقامات و حالات و اوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں ہے -

وملئکتہ اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہیں -

شاهداً - گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں -

نذیراً - نافرمانوں کے لئے -

سراجاً منیراً - روشنی دینے والا سورج

لکیلا یکون علیك حرج - جیسے بیبیوں کو پیچھے اجازت دی ہے کہ چاہو الگ ہو جاؤ چاہو بیبیاں بنی رہو - ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو -

ترجی من تشاء منهن - یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ جب طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب رضامندی سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو رکھو - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ تقر اعینهن - کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دین کے لئے رہیں -

مورخہ ۹ - اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ - رکوع ۴ - سورہ احزاب رکوع ۷)

غیر نظرین انه - ایسے وقت میں جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو - منع ہے اس میں کئی خرابیاں ہیں - (۱) شدت حرص (۲) میزبان کھانا پکوائے یا تمہاری خاطر داری میں مشغول ہو -

یؤذی النبی - جب نبی ایسے وسیع دل باحوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے - تو دوسرے کا کیا ٹھکانا - امیر خسرو نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا - ؎

نان کہ خوردی خانہ برو ۞ نہ کہ گرد انہ گرو

ایک اور بزرگ نے مکان کا قبالا پیش کر دیا تھا - کہ یہ تم لے لو - ہم کوئی اور مکان

ڈھونڈ لینگے یہ سب قرآن مجید کی اطاعت تہی۔ کہ یہ بزرگ لطیف طرز مین سمجھاتے جس سے بُرا بھی نہ لگے۔

یصلّون علی النبی۔ صلوٰۃ کے معنے حمد و ثنا (۲) دُعا (۳) اعلیٰ مرتبہ کی وہ دُعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے (۴) رحمت خاصہ

مورخہ ۱۱۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۵ احزاب رکوع ۸)

یدنین علیھن من جلابیبھنّ۔ لٹکادین اپنے اُوپر اپنی چادرون کو یعنے گھونگٹ کو چہرہ پر بڑھا کر رکھین۔

ثم لا یجاورونک فیھا۔ قریب تیرے نہ پھٹکنے پائین گے۔
یہ آیۃ کریمہ شیعوں کے لئے قوی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مدینہ سے نہین نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے مین دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات مین آپ کی معیت کا شرف حاصل رہا۔

عن الساعۃ۔ وہ گھڑی جسمین منافق نکال دئے جائین گے۔

لعل الساعۃ تکون قریبًا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپنے نام بنام منافقین کو نکال دیا۔

مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۶۔ سورہ احزاب رکوع ۹)

آذوا موسیٰ۔ فرعون نے دُکھ دیا۔ وہ ہلاک ہُوا۔ قارون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہُوا۔ تورات مین لکھا ہے۔ کہ آپ کو عورتون کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام دینے مین شامل تھی اس کو جذام ہوگیا۔

الامانۃ۔ احکام

فابین ان یحملنھا۔ انکار کیا اس سے کہ خیانت کرین۔

حمل الامانۃ عربی زبان مین خیانت کو کہتے ہین۔

حملھا۔ انسان نے ان مین بہت خیانت کی۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنیوالا اور بہت جاہل۔

یہان سورہ احزاب کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورۃ السباء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۷۔ سورہ السبا رکوع ۱)

سورہ احزاب میں جس حالت کا ذکر ہوا۔ وہ مسلمانون کی مشکلات کے متعلق ہے
ظنون باللہ ظنونا۔ (۲) بلغت القلوب الحناجر (۳) ھنالک ابتلی المؤمنون۔ مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے۔ کہ احزاب شکست یاب ہون گے غزوہ احزاب کے بعد مسلمانون پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چون کہ راحت و آسائش مین خدا بھول جاتا ہے اس لئے ایسے لوگون کے واقعات مسلمانون کی عبرت کے واسطے بیان کئے۔ جن کو ہر طرح آسائش دی گئی اور وہ خدا کی عبادت سے غافل ہوگئے تو سزایاب ہوئے۔

ما یلج فی الارض۔ یہ آیات سمجھاتی ہین کہ جیسے کروگے ویسا پاؤگے۔ جو بیجوگے وہی نکلیگا۔ نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

ما ینزل من السماء۔ اس مین احکام بھی شامل ہین

ما یعرج فیھا۔ نیک اعمال خدا کے حضور چڑھتے ہین۔

الّا فی کتٰب۔ کتاب کے معنے حفاظت۔

الی صراط العزیز الحمید۔ بس وہ راستہ موجب ذلت و مذمت نہین کیونکہ وہ عزیز و حمید کا رستہ ہے۔

ان نشاء نخسف بھم الارض۔ اگر ہم چاہین گے تو اسی زمین مین ذلیل کردین گے۔

کسفًا من السماء۔ ایک وقت آسمان کے بادلون کے ذریعے نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک جنگ بن مینہ کے ذریعے مومنون کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۸ سورہ السبا رکوع ۲)

اس رکوع مین دو گواہیان پیش کی ہین۔ آل داؤد۔ آل سبا۔ داؤد و سلیمان کو سب مسلمان جانتے ہین۔ مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہین جانتا۔

یٰجبال۔ اے پہاڑی لوگو۔ اور پہاڑو

والطیر۔ اور پرندے۔

قدّر فی السرد۔ زرہ جو بناؤ ایک اندازہ رکھو۔ حلقے چھوٹے چھوٹے ہون (ب) سبھین اندازہ کی ہون (۲) دنیا کے کامون کو ایک اندازہ سے کرو یعنی ایک وقت مقرر کرو۔ پھر دین کے لئے بھی کچھ کرو۔

السابغ۔ طاقت۔ نفاذ امر۔ حکومت۔

غدوّھا۔ مشرق مغرب کی حدود مین آپ کی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تہی۔
دوم یہ کہ آپکے جہاز چلتے۔ جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کر لیتے

دآبۃ الارض۔ ملے کرسیہ جسد اُسے اس کے معنے حل ہوتے ہین یعنی سلیمان کے تخت پر جو بیٹھا۔ وہ جسد ہی جسد تہا۔ روحانیت سے بے بہرہ تہا پس سلیمان کی موت پر آپکے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہُوا۔ سب برکات (حکومۃ نبوت) جاتی رہین۔

الجنّ ۔ اس ملک کے شریر لوگ

کان لسبأ ۔ سبا ایک شخص کا نام تھا اس کے دس بیٹے تھے ۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا ۔ یمن مین ۔

سیل العرم ۔ طغیانی جو بڑی تیز ہو ۔

اثل ۔ پنجابی (پھروان) عرب مین ایک مثل ہے ۔ تفرقت ایدی سبا یعنی فلان ایسا تباہ ہوا ۔ جیسے سبا ۔

الّا الکفور ۔ کافر سے مراد کافر باللہ نہین بلکہ کافر نعمت ۔

قریٰ ظاھرۃ ۔ ایک گاؤن سے دوسرا گاؤن نظر آتا اور دوسرے سے تیسرے

بٰعد بین اسفارنا ۔ اپنے اعمال اور زبان حال سے یہ آرزو کی ۔

صبّار ۔ جو اپنے آپ کو بدیون سے روکتے ہین

شکور ۔ اور پھر خدا کی نعمتون کی قدر کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتون کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہین ۔

مورخہ ۱۶ ۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۵ ۔ سورہ السّبا رکوع ۳)

قل ادعوا ۔ یہ مشرکان مکہ کو خطاب ہے ۔ کہ بُت تمہارے کام نہین آئین گے اور نہ ان کی سفارش مفید ہوگی ۔

یجمع بیننا ۔ ایک مٹھ بھیڑ کرے گا (بدر کی پیشگوئی)

ثُمّ یفتح ۔ وہ مٹھ بھیڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی ۔

متیٰ ھذا الوعد ۔ اس سے ثابت ہوا کہ مکہ والے یجمع بیننا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے ۔ جبھی پوچھا کہ ایسا کب ہوگا ۔

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے ۔ ویقولون متیٰ ھذا الوعد کے جواب مین فرمایا ۔ قل عسیٰ ان یکون ردف لکم ۔ یعنی مین جب یہان سے چلا جاؤن گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا ۔ یعنی میرے بعد آئے گا ۔ ویقولون متیٰ ھذا الفتح ان کنتم صادقین ۔ یہان وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے ۔ اس کے جواب مین فرمایا ۔ قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانھم ۔

میعاد یوم ۔ میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد ۔ یوم سے مراد الہامی زبان مین سال بھی ہوتا ہے ۔

مورخہ ۱۸ ۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ ۔ رکوع ۱۰ ۔ سورہ السّبا رکوع ۴)

لن نؤمن ۔ کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہین ۔ یہ ہوا ہی مین سے ہین ۔ کیونکہ تمام کتب آلہیہ کا اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے مگر یہ لوگ کہتے ہین ۔ کہ دروغ مصلحت آمیز ہے ۔ یہ مذہب نیا نہین تفسیر کبیر

مین ہے ۔ کہ براہمہ منکر للنبوت ہین ۔

الظالمون ۔ سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہین ۔ ایک مفتری علی اللہ ۔ دوم جو نبیون کا انکار کرے ۔ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذّب بالصدق اذ جاءہٗ الیس فی جھنّم مثویً للکٰفرین ۔

مکر الیل والنھار ۔ جو تدبیرین تم نے دن رات ہمارے لئے کین اور اپنی باتون سے ہمین راہ حق سے روکا ۔

یبسط الرزق ۔ یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے وارث مسلمان ہون گے ۔

مورخہ ۲ ۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ ۔ رکوع ۱۱ و ۱۲ سورہ السّبا رکوع ۵ و ۶)

ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے ۔ مثلاً ریل کے جس درجے مین بیٹھنا ہو اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا ۔ اسی طرح خدا کے تقرب کے جو سامان ہین وہ یہان بیان فرماتا ہے ۔

من اٰمن وعمل صالحاً ۔ سچے علوم پر کامل یقین (۲) پھر ان کے مطابق عمل ہو ۔ پس یہ تقرب الی اللہ کے سامان ہین ۔

لھم جزاء الضعف ۔ جزاء بڑھ بڑھ کر ملیگی ۔

فھو یخلفہ ۔ دیکھو حضرت ابوبکر و عمر نے اگر ایک مکان اللہ کے لئے چھوڑا تو اس کے عوض مین ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی ۔

ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوا ۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُسے ایک سپاہ کا جرنیل بنا کر بھیجدیا ۔ اور فرمایا فلان قوم پر تا عہد و حکم حملہ نہ کرنا اس نے مخفی اسباب سے حملہ کر دیا اور شکست کھائی ۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے ۔

للملٰئکۃ ۔ ملائکہ سے یہان مقدس لوگ مراد ہین ۔ ان ہذا الا ملک کریم سے ثابت ہے کہ پاک لوگون کو بھی عربی زبان مین ملائکہ کہہ دیتے ہین ۔

یعبدون الجنّ ۔ یہان جن کو جنّ فرمایا ان کو اس سے پہلے رکوع مین الذین استکبروا فرمایا ۔ اس سے پہلے اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ۔ فرمایا ۔

سحرٌ مبین ۔ دلربا باتین کرتا ہے ۔ جو ہمین اپنی قوم سے کٹوانے والی ہین ۔

یقذف بالحقّ ۔ حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑ دیگا ۔ یہ پیشگوئی ہے اسی لئے علام الغیوب صفت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ۔

مورخہ ۲۱ ۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲ رکوع ۱۲ ۔ سورۃ السّبا رکوع ۶)

مذہبون مین اختلاف ہے ۔ مگر حق کا پا لینا کوئی مشکل امر نہین ۔ مثلاً بُت پرست ہین ۔ صرف اتنا غور کافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کی پرستش کرتے ہین ، وہ خود اپنے

ہاتھ سے گھڑتے ہین۔

پھر نبیون کے منکر ہین۔ وہ دیکھین۔ کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہین۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفون کے مقابل مین کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ راستبازون کی جماعت حق پر ہے۔

نبی پر جنون کا شبہ بہت ہی کمزور بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لاسکتا ہے اور ایسے قوانین وضع کرسکتا ہے اور اپنے کامون کے نتیجے اپنی آنکھون کے سامنے بار آور دیکھ سکتا ہے۔

بین یدی عذاب شدید - یہودی مسیح کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پلاطوس کو ان کی ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا۔ کہ یہودی انھی ہمسایون کے ہاتھ سے مرحوم و مدحور ہوگئے۔

ومایعید - یہ ایک پیشگوئی ہے۔ کہ مکہ مین پھر کبھی ایسی بت پرستی نہ ہوگی۔

واخذ وا من مکان قریب - پکڑے جاؤگے۔ ایک مکان مین جو قریب ہے۔

چنانچہ بدر مین ایسا ہوا۔ پھر مکہ مین۔ چنانچہ وہان انہی منکرون نے آمنا کہا۔

ویقذفون بالغیب - یہ بکواس کرتے ہین کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اس کی اولاد کوئی نہین۔ تم غیب کی باتون سے بہت دور کے مکان مین ہو۔

مریب - ہلاک کرنے والا۔

یہان سورۂ السبا کے نوٹ ختم ہوئے

ابتداء سورہ فاطر رکوع نمبر ۱

پارہ ۲۲ رکوع ۱۳

مورخہ ۲۲۔ اگست ۱۹۱۰ء

اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے۔ وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسمار کی نسبت ہمین اتنا ہی علم ہوسکتا ہے۔ جتنا وہ خود اپنے انبیار۔ اولیار کی معرفت بتلائے۔ پس اللہ کی ذات وصفات۔ ملائکہ۔ قبر۔ حشر۔ دوزخ۔ جنت۔ پلصراط کے متعلق ہمارا علم وہی صحیح ہوسکتا ہے۔ جو خود اس نے فرمادیا۔ اور اسی حد تک ہمین ان مین گفتگو کرنے کی اجازت ہے۔

اولی اجنحۃ - یہ اللہ نے فرمایا کہ فرشتون کے پر ہین ان سے کیا مراد ہے۔ یہ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ پھر وہ جنھون نے فرشتون کو بچشم خود دیکھا جس نے کچھ نہین دیکھا۔ ان بے وقوفی ہے۔

لا الٰہ الا ھو - وہی کامل قدرتون والا غیر محتاج ہے۔ جو کچھ کسی کو دیا ہے وہ اس کی عطا ہے اور پھر محدود آیندہ کے لئے۔ پھر محتاج کا محتاج۔

مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۴۔ سورہ فاطر رکوع نمبر ۲)

زین لہ سوء عملہ - جسکو برے اعمال خوبصورت نظر آتے ہین۔

فراٰہ حسناً - پھر اس بدعملی کو اچھا جانتا ہے۔

فان اللہ یضل من یشاء - خدا کیطرف سے گمراہی کا فتوی جرم انہی پر لگتا ہے۔ جو ضلالت کی راہ عمداً اختیار کرے۔

والعمل الصالح یرفعہ - سمجھایا کہ نیک باتون کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہین۔

من عمرہ - اس ہ کا مرجع کیا ہے اس سے ایک مسئلہ حل ہوتا ہے۔ یہ ضمیر اس معمر کے مثل کی طرف جاتی ہے۔ (* مسیح سے مراد مثیل مسیح)

ومن کل تاکلون - یعنی جس طرح ملح اجاج سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہین اسی طرح انہی گندے لوگون سے نیک بن کر اسلام مین آجائین گے۔

مورخہ ۔ ۳ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۵۔ سورہ فاطر رکوع ۳)

الفقراء - امیر سے امیر انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ ایک دم کا ایسا احتیاج ہے۔ کہ یہ زندگی وموت کا سوال ہے اور پھر احتیاج بھی عجیب طور پر ہے۔ کہ ایک طرف سے ہوا کے داخل ہونے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف ہوا کے خارج ہونے کا۔ ایک طرف پانی پینے کا احتیاج ہے۔ تو دوسری طرف اس کے اخراج کی حاجت ہے۔

انسان حق کا بھی محتاج ہے۔ اور حق کے علم پر عمل کرنے کے لئے توفیق کے حصول کا بھی ویسا ہی محتاج ہے۔ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو بڑے بڑے عالم فسق وفجور مین مبتلا ہوجاوین۔

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۱۰ء

(پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۶۔ سورہ فاطر رکوع ۴)

باپ کے تقریباً ایک برس کے خیالات کا اثر نطفہ مین پڑتا ہے۔ پھر وہ مان کے پیٹ مین جاتا ہے۔ تو مان کے اور اس کے گھر مین آنے جانے والون کا اثر پڑتا ہے۔ پھر ہم صحبتون۔ ہم نشینون۔ دعائین کرنے والون وغیرہم کا اثر ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ ۱۸۔ برس تک۔

انزل من السماء ماءً - یہی حال وحی الٰہی کا ہے۔

ثمرات - کھجور۔ انگور - ۱۲۰ قسم کے ہوتے ہین۔ جس طرح پانی ایک ہی، مگر بیجون اور زمینون کے لحاظ سے مختلف ثمرات پیدا ہوتے ہین اسی طرح خدا کی پاک وحی (قرآن) کا اثر بھی مختلف طبائع پر مختلف ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کے ذکر سے روکے۔ اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو۔ ان لوگوں کے لئے مناسب تہا کہ بے خوف دل کے ساتھ اہین جاتے۔ ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

(قرآن شریف پارہ ۱ اوّل سورۃ البقرہ)

مسلمانان لنڈھور غور فرمائین

کہ ایک مسافر تمہارے شہر مین گیا۔ تو تم نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے۔ آہ۔ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ المجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ جس کے گھر مین ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا اور بسترے کو پلید کر گیا۔ تو آنحضرت نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بسترے کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔ اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی۔ یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنھوں نے کافروں کو مسلمان بنا دیا۔ مگر آج مسلمانوں کے وہ اخلاق ہین۔ کہ خود اسلامی بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہین۔ مین نے کلھڑی بازار کی مسجد مین وعظ کیا۔ بہت سے سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید مین اور آنحضرۃ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سے ان اعتراضات کے رفع کرنے مین تہا جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہین۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے۔ اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لنڈھور سے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کردین اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جاکر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کے سپرد ہے اس مین ان کا وعظ نہ ہو۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے جو حکم دیا۔ وہ بالکل ٹھیک ہے جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہین تو ان کا فرض تھا کہ وہ اس رات اُس مسجد مین لیکچر نہ ہونے دیتے اور خوب ہوا کہ وہان لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگون نے مخالفت مین اس قدر شور مچایا۔ اور صریح لفظون مین لکھہ دیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہین کہ وہ کیا کرتے۔ وہ تو شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک مین راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے۔ ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر مین بھی نہ رہنے دیتے بلکہ دنیا سے ہی خارج کرتے۔ پر جس کو خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کر سکتا ہے۔

غرض ہم نے اس کے عوض مین اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کرلی۔ اور وہی لوگ جو مسجد مین جمع ہونے کو آئے تھے۔ ان مین سے بعض وہان آ گئے جہان مین نے ایک وعظ کیا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اس طرح جو بات مسجد مین ہونی تھی۔ وہان ہو گئی۔ اور ہم کسی نقصان مین نہین رہے۔ پر تم لوگ غور کرو۔ کہ تم نے اس معاملہ مین کیسی کمزوری دکھلائی۔ **اوّل**۔ تو تم اس مسجد مین کبھی نماز پڑھنے نہین آتے وہ مسجد تمہارے گھرون سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہان کے نمازی ہین۔ وہ پہلے لیکچر مین موجود تھے۔ ان مین سے کوئی معترض نہ ہوا بلکہ سب خوش ہوئے اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔ **دوم**۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کرا کر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔ **سوم**۔ اگر بالفرض مین کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا۔ جو کہ آپکے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ نہ مین نے کیا اور نہ میرا ارادہ تہا کہ کرتا) تو آپ کو چاہیئے تہا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اس پر توجہ کرتے۔ لیکن مین جانتا ہون کہ آپ لوگ ڈرتے ہین اور خوف کھاتے ہین۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تقریر مین ایسی تاثیر ہے۔ جو لوگون کو حق کی طرف کھینچ کر لاتی ہے۔ اسی طرح سے عرب کے لوگ ابتدا مین عوام کو مسلمانون سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی ان سے ملیگا اس پر جادو ہو جائے گا۔ اور وہ مسلمان ہو جائے گا۔ برخلاف اِس کے اس پاکون کے سردار اور نبیون کے سرور کے اخلاق کو دیکھو۔ کہ جب نجران کے عیسائی ۔ ۔ ۔ آپکے پاس آئے تو آپنے ان کو ایتوار کے دن اپنی مسجد مین گرجا کرنے کی اجازت دی سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تہا۔ کہ عیسائی مسجد مین گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھہ نہ بگڑتا تہا۔ اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانون کو گوارا نہین کہ اس مین ہو سکے۔ گویا کہ ان کا اسلام ہندوٴن کے مذہب کی طرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا سی چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے۔ آہ! ایک وہ زمانہ تہا۔ کہ دنیا مین اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ نے اپنے خون پانی کی طرح بہا دئے اور ایک یہ زمانہ ہے۔ کہ مساجد مین سے ذکر الٰہی کو روکنے کے واسطے خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہین اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہین۔ اگر ہم لوگ آپکے نزدیک ایسے ہی برے ہین تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تہا۔ کہ ہم مسجد مین داخل ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہو گئے ہین اسمین ناراضگی کی کیا بات تھی۔ مگر ضرور تہا کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بندگان دین کہہ گئے ہین۔ کہ مہدی کے وقت مسجدون سے لوگون کو رد کا جائے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرماوین۔ مین نے روز روز منصوبی نہین جانا اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ مین آپ کی مساجد مین وعظ کرون میرے ہاتھہ مین تو خدا تعالےٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے۔ کہ مین ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیون کو اپنا وعظ تحریری بھیجا کرتا ہون۔ جس مین آپکے ممبر بھی شامل ہین ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ مین ہے۔ نہ ہونی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوجہل کو بھی نہ ہوئی۔ باوجودیکہ اس قدر کوشش کی گئی۔ ۔ ۔ ۔ خدا جس کو چاہتا ہے۔ نیک باتین اس کے دل مین ڈالدیتا [illegible] ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے رسولؐ ہم کر رہے ہین۔ مسجد کے لوگ نہ سنین گے۔ تو منڈ روالون کو جاکر سنائین گے ۔۔۔ مولوی لوگ خفا ہون گے۔ تو بازارون کو جاکر تبلیغ کرین گے۔ اگے ہمارا [illegible]

پر مبنی ہے اور خدا تعالیٰ اس مین راضی ہے۔ تو وہ خود بخود پھیلے گا اور بڑھے گا ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی۔ تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تھا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تھا اور دشمنی ایسی بڑھی تھی۔ کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی۔ مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہوگئی۔ تو بتایئے آنحضرت ؐ کا کیا نقصان ہوا۔ ؎ ع

جیتین گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

مین تو حیران ہون کہ وہ کون سی بات ہے۔ جس نے آپ لوگون کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قائل ہین۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرائط ایمان مین داخل ہے۔ کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہین ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے۔ کیا بعض پہلی تفاسیر مین بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہین ہے۔ کیا بخاری شریف مین متوفیک کے معنے ممیتک نہین لکھے۔ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہوکر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مرگئے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فوت ہوگئے ہین۔ پھر بتاؤ ہم نے کون سی نئی بات کی ہے جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہوگئے۔ کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہین کہ ہم نے مرزا غلام احمدؐ صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے۔ سو میرے بھائیو! سُنو اور پھر غور سے سنو۔ کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہین تھے ہم نے حدیث مین پڑھا۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آئے گا۔ ہم نے قرآن و حدیث مین مسیح مہدی کے جو نشان لکھے تھے۔ وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھ لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اُونٹ بیکار ہوئے۔ زلازل آگئے۔ حج مین روکاوٹ ہوئی۔ اِدھر اُدھر سے آدمیون کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف مین کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہوئے۔ خود مرزا صاحب نے جو پیشگوئیان کی تھین۔ وہ پوری ہوئین۔ اوس نے ہم کو تقوےٰ سکھلایا۔ خدا کی عبادت مین لگایا۔ ہماری روحون مین نیکی کی قوت پیدا کی۔ اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقائق و معارف بتلانے والا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہین تو صدی کا سرا تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار ہین۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو اور ناحق ہمین دُکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔ اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہون پر چلو تاکہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدائت کی راہ دکھلائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذا دہی کے تمہارے حق مین کوئی کلمہ سخت نہین بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتون کے ہم جانتے ہین کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہین۔ ؎

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہدار
کاخر کنند دعوےٰ حُبِّ پیمبرم

الـقـــــــــــــــــــــــــــــــــر

خادم۔ محمدؐ صادق عفی اللہ عنہ۔ قادیان

(ذرا غور فرماوین کہ ان مین کونسی بُری بات ہے جسکی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہوگئے)

سلسلہ احمدیہ مین داخل ہونے کی شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اسوقت تک کہ قبر مین داخل ہوجائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشون کیوقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانون کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا۔ چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانونکو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت۔ عسر اور یسر اور نعمت و بلا مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بہ قضا رہیگا اور ہر ایک ذلت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ مین طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے موںہہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑدیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔ نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائے گا۔ دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوۃ مین ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتون اور ناطون اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیون نہین لوگو تمہین حق کا خیال — دل مین اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
مومنون پر کفر کا کرنا گمان — ہے یہ کیا ایماندارون کا نشان
ہم تو رکھتے ہین مسلمانون کا دین — دل سے ہین خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہین — خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہین
سارے حکمون پر ہمین ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا — ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمین دیتے ہو کافر کا خطاب — کیون نہین لوگو تمہین خوف عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا — تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الورا

(مسیح موعود)

۱۰ ستمبر ۱۹۱۰ء مطابق ۵۔ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام

کیا دعاوالا اشتہار پیش کرنے کا کوئی حق مولوی ثناء اللہ صاحب کو حاصل ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

برادرم مکرم حافظ صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق مین آپ کو اپنے گذشتہ خط مین اختصاراً لکھ چکا ہون۔ اب مفصل عرض کرتا ہون۔ آپ لکھتے ہین۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھا گیا تہا کہ اگر بدر نے جو کچھ کہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ تو تم نالش کرو سارا خرچہ عدالت مین دونگا۔ اس پر مولوی صاحب نے مقدمہ کی تکلیف اور عدیم الفرصتی کا عذر کیا ہے اور لکہا ہے کہ اگر مین نے ایسا اشتہار دیا تہا۔ تو دکھاؤ۔ سو برادرم اول تو مین آپکے واسطے دعائے خیر کرتا ہون۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سلسلہ حقہ کی صداقت کے واسطے ایک سچا جوش عطا کیا ہے۔ اور آپنے اس عاجز پر اس حسن ظن سے کام لیا ہو کہ ایک مومن کو دوسرے پر کرنا چاہئیے آپ کی ایسی ہی کوئی نیکی اس بات کا ذریعہ ہوئی ہے کہ آپ کو سلسلہ حقہ کی طرف کھینچ کر لائی۔ ورنہ اس ظلمات کے زمانہ مین سچائی کو قبول کرنا ایک بہت مشکل امر ہے اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر ایک زمانہ مین خدا کے برگزیدہ آدمی ناپاک لوگون کے ہاتھون سے دُکھ دئے جاتے ہین۔ سو مین آپ کو مبارکباد کہتا ہون کہ اس میدان مین یہ آپ کی پہلی فتح ہے۔ کہ آپنے ایک حق کے دشمن کو کئی ہزار روپے اپنے پاس سے دینا منظور کیا کہ وہ اپنی سچائی کا ثبوت دے سکے۔ مگر اس سے بن نہ پڑا۔ اور اوسکو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس کو قبول کرتا۔ الاعمال بالنیات۔ عمل نیتون پر موقوف ہین۔ گو مولوی صاحب نے قبول نہ کیا۔ مگر آپ کا تو ثواب ہو ہی گیا مولوی صاحب کا عذر دراصل عصمت بیوی از بے چادری والا معاملہ ہے۔ جب کہ ان کا دل ان کو ملزم کر رہا ہے تو وہ عدالت مین کیون کر جاوین۔ آخر سرکار انگریزی کی عدالت ہے۔ کوئی سکھا شاہی تو ہے نہین۔ علاوہ اس کے خود مولویصاحب کے اپنے الفاظ جو اس جماعت کے متعلق اور اس کے مقدس امام کے متعلق وہ اپنی اخبار مین چھاپتے رہے ہین۔ ان کی وہ درافشانیان ان کو بخوبی یاد ہین اور وہ جانتے ہین کہ ان کے وہ بکھیرے ہوئے کانٹے عدالت مین جا کر انہین کس طرح نیلنے پڑین گے۔ پھر یاد رکھین۔ کہ یہ دنیا تو چند روزہ ہے اور آخر یہ سب کچھ ان کے سامنے آہی جلئے گا۔ اور جو کچھ انہون نے لکہا اور بولا ہے اس کی جوابدہی انکو کرنی ہی پڑیگی۔

اب مین آپ کو بتاتا ہون۔ کہ مولویصاحب نے اس جواب مین کیا چالاکی اختیار کی ہے اور پبلک کو کس قدر دہوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ جن دنون مین حضرت اقدس مرزا صاحب مرحوم و مغفور نے مولویصاحب کو دعا کے ذریعہ سے فیصلہ کر لینے کے واسطے لکہا تہا ان ایام مین مولوی صاحب نے اخبار مین جواب لکھنے کو علاوہ کئی ایک اشتہار اپنے مطبع المحدیث مین چھپوا کر الگ بھی شائع کر دئے تھے۔ اخبار المحدیث مین جو کچھ سخت گوئی اور بدزبانی کا وہ استعمال کیا کرتے ہین۔ وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے مگر انہون نے اس سے بڑھ کر ایک درجہ بدزبانی کا رکہا ہوا ہو اور اس کے واسطے ان کا ہتھیار ان کا ایک نائب اور ان کی انجمن نصرت السنہ کا سکرٹری کوئی حکیم محمد دین نام ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے۔ کہ اخبار مین مضمون لکھنے سے ماقبل ایک نہایت پاک الفاظ کا بھرا ہوا اشتہار میان محمد دین کے نام پر شائع کرا دیتے ہین۔ مثلاً اسی محمد دین کے نام پر انہون نے ان ایام مین ایک اشتہار شائع کرایا تھا۔ جس کے بعض الفاظ نمونۃً یہ ہین۔

"کرشن قادیانی بغلین جہانکنے لگے ..... آخر اشتہار دیا کہ مین دُعا کرتا ہون کہ جھوٹا طاعون سے مرجائے گا ...... ایسے طاعون سے مرنا کونسی بڑی بات ہے ...... بتلاؤ اگر تم طاعون سے پہلے مر گئے۔ تو ...... کیا تمہاری قبر پر آ کر ..... کرینگے ..... تف۔ کرشن جی کے اشتہار کا مفصل جواب اخبار المحدیث مین نکلیگا" ایسا ہی ان ایام مین انہون نے میان محمد دین کے نام پر ایک اشتہار شائع کرایا تہا جسمین یہ الفاظ ہین۔

"کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہین ... ... کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک ہوا کرتا ہے ..... مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوے کیا تہا ...... جو آنحضرت ؐ کے بعد زندہ رہا .. .. کرشن جی کی چالین تو ایسی ہین ..... مختصر یہ ہے۔ کہ موت اور زندگی کا وقت خدا کے علم مین ہے ...... جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہل حدیث مین اس کے جواب مین مفصل مضمون لکہا ہے" ایسا ہی انہون نے ایک اشتہار اسی مضمون کا اپنے اوسی حکیم محمد دین کے نام پر شائع کیا تہا جسمین لکہا ہے۔ کہ حرامزادے کی رسی دراز ہوتی ہے۔ مین نے اپنے مضمون اخبار مین یہ لفظ نہین لکھے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے وہ اشتہار اپنے نام پر شائع کیا تھا بلکہ مین نے یہ لکہا ہے کہ مولویصاحب نے ایسا اشتہار شائع کرایا تہا۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب مین صفائی کے ساتھ یہ نہین لکھا کہ مین نے کوئی ایسا اشتہار شائع کیا یا کرایا نہین بلکہ ایک پیچ دار بات کی ہے۔ کہ وہ اشتہار دکہاؤ جسمین انہون نے یہ سوچا ہے۔ کہ جب اشتہار دکہایا جاوے گا۔ تو ہم کہہ دینگے کہ یہ میرے نام پر نہین۔ مولویصاحب اگر سیدھی راہ اختیار کرتے۔ اور فی الواقع وہ اشتہار ان کا نہ تہا تو انہین چاہیئے تہا۔ کہ صفائی سے یہ حلف کہاتے۔ کہ کوئی اس مضمون کا اشتہار نہ مین نے لکہا نہ لکہایا۔ نہ اہلحدیث کے کارخانہ مین چھپا۔ اور نہ اسمین کوئی میرا مشورہ ہے اور نہ مین اس کا ہمخیال تہا ہون۔ اگر مولویصاحب ایسا لکھتے تب تو بات صاف ہوجاتی۔ مگر آجکل کے مولویون مین تقوے کہان۔ اور اگر تقوے ہو بھی۔ تو بقول مولوی ثناء اللہ صاحب تو جھوٹ بول کر بھی انسان متقی کا متقی رہتا ہے۔ پھر انہین کیا ضرورت ہے۔ کہ وہ سچ کو اختیار کرین اور سیدہی چال چلین۔

اب بھی اگر مولویصاحب مین کچھ انصاف کی بو باقی ہے تو فیصلہ کی راہ آسان یہ ہے۔ کہ وہ حلف اٹھا کر اپنے اخبار مین لکھ دین۔ کہ ان ایام مین میان محمد دین کے نام پر جو اشتہار کارخانہ اہلحدیث مین چھپے تہے۔ جن کے رد سے حق و باطل کے مقابلہ کے وقت پیچھے تک زندہ رہنا کوئی صداقت کی نشانی نہین بلکہ لمبی عمر پانے والا تو مسیلمہ کذاب اور حرامزادہ ثابت ہوتا ہے وہ اشتہار دہ مین نے لکھے نہ لکھائے اور نہ میرے حکم یا مشورے

لکھے گئے تھے اور نہ تھے اور ان کے مضمون کے ساتھ کوئی اتفاق تہا۔ نہ اب ہے۔ بلکہ حضرت میاں محمود دین اون کے مضمون کا ذمہ دار ہے۔ اگر مولوی صاحب موصوف ایسی حلف شائع کر دیں۔ تو پھر ہم ان اشتہارات کا کبھی کوئی ذکر نہ کرینگے اور نہ ان کی بنا پر مولویصاحب کے بالمقابل اپنی کسی تحریر میں کوئی استدلال کرینگے۔ مگر میں ہرگز امید نہیں کرتا۔ کہ مولویصاحب کبھی ایسی حلف کہا سکیں۔ کیونکہ باوجود ان شوخیوں کے جو ان سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کا دل ان سب باتوں کو بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔

یہ تو ان اشتہارات کی بات ہوئی۔ اب میں ان کے اخبار اہلحدیث کا حوالہ دیتا ہوں۔ جس کے رو سے اس معاملہ میں مولوی صاحب نے ایسے الفاظ شائع کئے جو حرامزادہ سے بڑھ کر نہیں۔ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ کالم ایک میں ایک فٹ نوٹ دیا گیا ہے۔ جسمیں صاف لکھا ہے۔ کہ عمر کی مہلت پانے والا۔ بدکار۔ مفسد۔ دغاباز جھوٹا اور نافرمان ہوتا ہے۔ ہم نے جس اشتہار کا حوالہ دیا تھا۔ اس میں تو ایک ہی لفظ سخت تہا اور وہ بھی کچھ ایسا بہت سخت نہیں۔ کیونکہ بقول ڈوئی۔ مدعی نبوت در امریکہ کسی کی پیدائش اس کے اختیار میں نہیں لیکن اس فٹ نوٹ میں تو پانچ خطاب ایسے شخص کو دئے گئے اور یہ نوٹ بھی حضرت مرزا صاحب کے اسی اشتہار دعا پر لگائے گئے ہیں۔ جس کو اب مولویصاحب لئے پھرتے ہیں۔ کہ دیکھو مرزا نے میرے حق میں دعا کی ہے۔ بندہ خدا جب کہ تم خود اسی دعا کے اشتہار کے متعلق یہ عقیدہ ظاہر کر چکے ہو۔ کہ یہ دعا فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جس شخص کو عمر کی مہلت ملجاتی ہے۔ وہ بدکار۔ مفسد۔ جھوٹا اور دغاباز اور نافرمان ہوتا ہے۔ تو اب آپ ہی کے شائع شدہ عقیدہ کے مطابق آپ کذا ہوئے۔ میں ان الفاظ کو آپ کے حق میں دہرانا نہیں چاہتا۔ مولوی صاحب خود سمجھ لیں ان اس جگہ بھی ممکن ہے۔ کہ مولویصاحب ایک عذر تراشیں۔ کہ یہ فٹ نوٹ ن بلکہ میرے نائب ایڈیٹر کا ہے۔ اور نائب ایڈیٹری رائے کا تو ذمہ ن۔ یا بالفاظ دیگر مولویصاحب موصوف ، سکرٹری انجمن اشاعۃ السنہ کے عقائد کے مطابق مسیلمہ کذاب اور اس خطاب کے مستحق ہیں اور ان کے نائب ایڈیٹر کے عقائد کے مطابق ان مذکورہ بالا پانچ خطابوں کے مستحق ہیں اور یہ انکا قصور نہیں۔ بلکہ ان کی خوبی قسمت کا ذمہ ہے۔ جو انہیں ایسے سکرٹری اور ایسے نائب ملے۔ لہذا ہم اس نائب کے نوٹ سے بھی درگذر کرتے ہیں۔ بشرطیکہ مولوی صاحب ویسی ہی حلف جو اوپر ذکر کیگئی ہے۔ اس نوٹ کے متعلق کہائیں۔ کہ وہ اس نوٹ کے ساتھ نہ تو متفق الرائے تھے اور نہ ہیں۔ اور نہ ان کے علم سے یہ نوٹ شائع ہوا اگرچہ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ مولوی صاحب سے یہ مطالبہ کیا جاوے۔ کہ اگر وہ اشتہارات اور یہ نوٹ آپکے صریح عقیدہ کے مخالف تھے۔ تو اول تو آپنے اپنی انجمن کے سکرٹری کے نام سے ان کو کیوں شائع ہونے دیا۔ دوم اپنے مطبع میں ان کو کیوں چھپایا۔ سوم۔ آپنے ان کی تردید کیوں اپنے اخبار میں نہ کی لیکن ہم اس بات کو بھی چھوڑتے ہیں۔ اور اگر اب بھی مولوی صاحب صاف لفظوں میں ان کی تردید کر دیں۔ اور حلف کہالیں۔ تو ہم حلفیہ اقرار پر شائع کر دینگے۔ کہ ہم اس نوٹ اور ان اشتہارات کا جو کچھ ذکر کر چکے سو کر چکے کیونکہ آج تک مولوی صاحب نے انکی کوئی تردید شائع نہیں کی۔ اب ان کا آیندہ ذکر نہ کرینگے۔ لیکن اگر مولوی صاحب نے حلف نہ کہائی تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ صادق کے مقابلہ میں بروقت تحدی لمبی عمر پانے والا ... ... اور مسیلمہ کذاب اور جھوٹا اور بدکار اور مفسد اور دغاباز ہوتا ہے۔ اور خدا تعالے نے ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق اونکو ملزم کر کے دکھایا ہے۔ اور ہمارا حق ہوگا۔ کہ جب کبھی مولوی صاحب اس معاملہ میں کچھ تحریر کریں۔ ہم ان کے سامنے ان کے یہی عقائد پیش کرتے رہیں۔

اس کے بعد اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب اس دعا کے متعلق جو حضرت مرزا صاحب نے شائع کی تھی۔ اپنے اخبار اہلحدیث میں کیا رائے ظاہر کر چکے ہیں اس رائے سے معلوم ہو جاوے گا۔ کہ اس دعا کو پیش کرنے کا اب انہیں کوئی حق حاصل ہے یا نہیں۔ مولویصاحب موصوف نے اپنی اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴-۵ پر اس دعا کو نقل کر کے اس کا جواب جو لکھا ہے۔ وہ لفظ بلفظ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ اور بعض الفاظ کو توجہ دلانے کے واسطے جلی کر دیتے ہیں۔

جواب :- اس ساری لمبی چوڑی تحریر کا جو شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہے خلاصہ یہ ہے۔ کہ کرشن جی دعا کرتے ہیں۔ کہ جھوٹا سچے سے پہلے طاعون ہیضہ وغیرہ سے مرجائے۔ اس جواب میں آپنے کئی طرح کی دجل اور فریب سے کام لیا ہے۔

(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(دوم) یہ کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم مرگئے تو تمہارے دام اوفتادہ بڑھ کم جہاں پاک یہ کہکر یہ عذر کرینگے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہیں تہا بلکہ محض دعا تہی۔ یہ بھی کہدینگے۔ کہ دعائیں تو بہت سے نبیوں کی بھی قبول نہیں ہوئیں۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی۔ بلکہ وہ آپ ہی کی دعاؤں میں بہت سی مثالیں دیدینگے۔ کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آپنے تین سال کے اندر فیصلہ ہوجانے کی دعا کی تہی جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپنے لکھا تھا کہ اگر یہ قبول نہ ہوئی۔ تو میں اپنے آپ کو کافر۔ مردود کذاب اور دجال سمجھونگا۔ جس کی تفصیل گذشتہ نمبر میں ہو چکی ہے۔

سوم۔ یہ کہ میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہوسکتی ہے۔ جبکہ (بقول آپکے) مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم۔ مولوی اسمعیل علیگڈہی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن اسی طرح سے مرگئے ہیں۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک۔ اسی طرح اگر یہ واقعہ بھی ہوگیا۔ تو کیا نتیجہ؟

چہارم۔ آپنے بڑی چالاکی یہ کی۔ کہ یہ دیکھا کہ ان دنوں طاعون کی شدت ہے خصوصاً صوبہ پنجاب میں سب صوبوں سے زیادہ ہے بالخصوص پنجاب کے دارالسلطنت لاہور میں جو امرتسر سے بہت قریب ہے۔ یہ کیفیت ہے۔ کہ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی صورت میں ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے اور کوئی آج اگر ہے۔ تو کل کا اعتبار نہیں۔ اور دیکھنے میں

بھی ایسا ہی آیا ہے کہ وہ ہے۔ تو یہ نہیں ہے تو وہ نہیں۔ ایسے وقت میں طاعون۔ ہیضہ وغیرہ کی موت کی دُعا محض حسن بن صباح کی دُعا کی طرح ہے۔ جب اوس نے دیکھا۔ کہ جہاز ڈوبنے لگا ہے تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ جہاز نہیں ڈوبیگا۔ جس سے اسکی یہ غرض تھی۔ کہ اگر ڈوب گیا۔ تو سب مر جائیں گے۔ کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا۔ اور اگر بچ رہا۔ تو سارے معتقد ہو جائیں گے یونہی چال تمہاری ہے۔ اگر مخالف مر گیا تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت غم کم جہان پاک ہو گئے۔ تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا

پنجم۔ تمہاری یہ دعا کسیصورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر وہ کیون تمہاری دُعا پر بھروسہ کرکے طاعون زدہ کو کاذب جانینگے۔

ششم۔ آپنے ایک چالاکی یہ کی۔ کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے موت کی دُعا کی۔ مگر اخیر میں آکر یہ بھی کہا۔ یا کہ بالکل اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو۔ مبتلا کر۔ اس تعمیم کرنے سے آپ کی غرض وہی ہے۔ جو آتھم کے معاملہ میں آپنے ظاہر کی تھی۔ کہ موت کی پیشگوئی جب جھوٹی نکلی۔ تو بات بنالی۔ کہ چونکہ وہ امرتسر سے فیروزپور تک چلا گیا۔ اور چھپ کر رہا۔ بس یہی موت کے برابر ہے۔ چہ خوش ؎

من خوب مے شناسم پیران پارسا را

ہفتم۔ آپنے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا تھا کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم وکریم ہوتے ہیں اور انکی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔ مگر اب کیون آپ میری ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں۔

مرزائیو! بتلا سکتے ہو۔ یہ ہفوات اور تخالف کیون ہے ایک ہی ہفتہ میں اتنا اختلاف کیون ہوا۔ سچ ہے؟ **لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا**+

مختصر یہ کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کو طیار ہون۔ اگر تم اس حلف کے نتیجے سے مجھے اطلاع دو اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔

مرزائیو! تمہارا گرو اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفون کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی اس تحریر میں جو ان کے سکرٹری یا نائب کی نہیں بلکہ خاص انہی کی ہے حضرت مرزا صاحب کے دعاوالے فیصلہ کو نو دلائل سے نامنظور کیا ہے۔ اوّل۔ مولوی صاحب کی اس پر منظوری نہ تھی۔ دوم۔ وہ الہامی دُعا نہ تھی۔ سوم۔ مولوی صاحب کا مرجانا کسی کے واسطے حجت نہیں۔ چہارم۔ طاعون کا خوف مولویصاحب کو تھا۔ پنجم۔ یہ دُعا فیصلہ کن نہ تھی ششم۔ اس دُعا میں صرف موت ہی نہیں۔ بلکہ سخت آفت کا ذکر تھا۔ ہفتم۔ رسول تو رحیم کریم ہوتا ہے۔ پھر مولویصاحب کی ہلاکت کی دُعا مرزا صاحب کیون کرنے لگے۔ اس کو منظور کرنا طریق منہاج نبوت نہ تھا

اب میں مولویصاحب سے پوچھتا ہون۔ کہ باوجود ان تحریرون کے کیا اب آپ کو کوئی حق حاصل ہے۔ کہ اس دُعا کو پیش کرین۔ کیا یہ کسی مومن موحد کا کام ہے کہ ایک فیصلہ کو خود ہی بڑے پُر زور الفاظ میں رد کرے اور پھر اُسی کو اپنی تائید میں پیش کر دے کیا وہ عقیدہ جو ۱۹۰۷ء میں آپکے نزدیک دجل اور فریب اور نادانی اور خلاف منہاج نبوت تھا ۱۹۱۰ء میں عین صداقت اور حق اور روحانی اور طریقہ شریعت ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں آپ کی خدمت میں وہی بات عرض کرتا ہون۔ کہ آپ حلف اٹھا کر اپنے اخبار میں شائع کر دین۔ کہ میں اپنے پرانے عقائد سے جو میں نے اپریل ۱۹۰۷ء میں اپنے اخبار میں ظاہر کئے تھے۔ توبہ کرتا ہون۔ وہ سب جھوٹ اور بہتان تھا۔ اگر صادق اور کاذب کا مقابلہ ہو جائے۔ اور ایک دوسرے کے سامنے میدان میں آجائے۔ اور صادق کاذب کے حق میں ہلاکت کی

یا سخت آفت کی بد دُعا کرے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے میرے حق میں کی تھی۔ تو ایسی دُعا میں صداقت حق اور مطابق منہاج نبوت ہے۔ اور ایسا کرنے سے کسی رسول کے رحم وکرم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور جو کچھ میں نے پہلے لکھا تھا۔ وہ سب جھوٹ افترا اور بہتان تھا۔ اس عقیدے کو اب ترک کرتا ہون۔

اگر مولوی صاحب موصوف حلفیہ ایسا بیان شائع کر دین۔ تو پھر ہم ان کی اس تحریر کا حوالہ دینا بھی چھوڑ دینگے جو کہ ہم نے اوپر اہلحدیث میں سے نقل کی ہے۔

سردست میں اس کے متعلق اتنا ہی لکھنا کافی سمجھتا ہون اور اس خط کو اخبار میں شائع کرکے مولوی صاحب سے وہ مطالبات کرتا ہون۔ جو اوپر درج کئے گئے ہیں اور ان کے جواب کا انتظار کرتا ہون۔

مگر میں آپکو یقین دلاتا ہون۔ کہ ان کا جواب بجز گالیون کے اور فحش گوئی کے اور چند ایک اشعار لکھ دینے کے اور کیا ہوگا۔ ہم تو ان کی گالیان سننے کے عادی ہو گئے ہیں اور نہ گالیون میں ان کا مقابلہ کرنا پسند کرتے ہیں۔ بلکہ گالیون کے عوض میں بھی ان کے واسطے دُعا ہی کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں توبہ نصیب کرے کیونکہ وہ خود بھی باوجود اس قدر تڑپنے کے دعا والے اشتہار کے جواب میں رسول کے رحم وکرم کے حضور میں اپیل کرتے ہیں۔ کہ میرے واسطے ہلاکت کی دُعا کیون کی جاتی ہے۔ ہم تو نہیں چاہتے۔ کہ وہ اس گمراہی کے گڑھے میں گرے رہیں۔ اور ان کی گالیان سُن کر بھی گالی نہیں دیتے۔ ان کی عادت ہے۔ کہ بجائے کسی معقول جواب کے فوراً دشنام دہی پر آجاتے ہیں

آپ کو شاید معلوم ہوگا۔ کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کو ان بڑے بڑے احسانات کے سبب جو آپنے مجھ پر کئے ہوئے ہیں۔ آپ کو ابی المکرم کرکے لکھا کرتا ہون۔ اس لفظ کو پکڑ کر مولوی ثناء اللہ صاحب نے بارہا مجھے نیوگ زادہ لکھا ہے کہ مولوی صاحب تمہارے حقیقی باپ تو نہیں۔ پس نیوگ کے سبب تمہارے باپ ہونگے۔ یہ ہے اہلحدیث کے ذہن رسا کا نمونہ۔ گویا ان کے نزدیک یہ بات اصل میں داخل ہے۔ . . . سوائے نکاح یا نیوگ کے اور کسی تعلق پر بولا نہیں جاسکتا۔ مجھے ایک دوست نے کہا کہ تم بدر میں لکھ دو۔ کہ مولوی محمد حسین

مولوی ثناء اللہ کو اپنا بیٹا کہا کرتا ہے ۔ تو پھر وہ کن معنوں سے ہے ۔ مگر مین نے کہا ۔ کہ مین ایسے جواب دینا پسند نہیں کرتا ۔ اور نہ ایسی باتوں کے جواب کی کوئی ضرورت ہے عاقل خود جانتا ہے ۔ کہ مولوی صاحب کے ایسے الفاظ ان کے کن اخلاق کو ظاہر کر رہے ہین ۔ حق کی مخالفت نے ان کے اندر سے سنجیدگی اور تہذیب کو نکالدیا ہے ۔ وہ نہین جانتے کہ ایسی کلام کا اون کے حق مین کیا نتیجہ ہوگا ۔ عداوت نے انہین دیوانہ بنادیا ہے ۔ چند روز کا ذکر ہے ۔ ہمارے ایک دوست نے جو حیدرآباد دکن مین رہتے ہین ۔ اور ان کا نام میر فضل علی ہے ۔ اہلحدیث کی ایسی ہی بدزبانیون سے جل کر کہ اس نے ایک دفعہ بدر کو بدر دیکھا ۔ اور ایڈیٹر الحکم کو ابو الحکم لکھا ایک مضمون ہمارے پاس بھیجا ۔ جسمین انہون نے دکھایا کہ ابوجہل عمر بن ہشام ۔ جو ابوالوفا ثناء اللہ ہر دو کے اعداد حروف بہ تعداد جمل برابر ہوتے ہین ۔ مگر مینے مناسب نہ سمجہا کہ اُسے چھاپون ۔ کیونکہ ہم نے جب کہ اس سخت تاریکی کے زمانہ مین حق کو قبول کرلیا ہے تو ہمارا فرض ہے ۔ کہ ہم یہ سب سختیاں اُٹھائین ۔ اور ہر ایک قسم کا سخت کلام سنین ۔ اور کسی بدگو کا جواب بدگوئی سے نہ دین ۔ ؎

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہون ان لوگونکو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہم نے

اب مین اس دُعا پر اس خط کو ختم کرتا ہون ۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو ۔ اور آپ کو استقامت عطا کرے ۔ کہ آپ صحابہ کرام کا نمونہ بنین اور بہتون کے واسطے ہدایت کا موجب ہون ۔ آمین

خادم ۔ محمد صادق عفی اللہ عنہ اڈیٹر اخبار بدر

حاشیۂ اہلحدیث مورخہ ۲۶ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء جلد ۴ نمبر ۵۴ صفحہ ۴ کالم اوّل

آپ اس دعوٰی کے صریح خلاف کہہ رہے مین ۔ قرآن تو کہتا ہے ۔ کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو ! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدّاً (پ ۱۶ ع ۸) اور انما نملی لھم لیزدادوا [illegible] (ع ۹) اور یمدّھم فی طغیانھم یعمھون (پ ۱ ع ۲) وغیرہ مین قرآن شریف نے اس دعوٰی کی تکذیب کرتی ہین ۔ اور سنو ! [illegible] آباءھم حتی طال علیہم العمر (پ ۱۷ ع ۴) جن کے صاف یہی معنے ہین ۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز ۔ مفسد ۔ اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت مین اور بھی بُرے کام کرلین ۔ پھر تم کیسے من گھڑت اصول تبلاتے ہو ۔ کہ ایسے لوگون کو بہت عمر نہیں ملتی ۔ کیون نہ ہو عیسٰے تو مسیح ۔ کرشن ۔ اور محمدؐ ۔ احمدؐ بلکہ خدائی کا ہے ۔ اور قرآن مین یہ لیاقت ! ذالک مبلغھم من العلم ۔ (نائب ایڈیٹر)

خطبۂ عید الفطر

مدینۃ المسیح مین عید الفطر ۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء کو ۱/۲ ۹ بجے پڑہی گئی ۔

اس دفعہ بیرونجات (لاہور ۔ امرتسر ۔ سیالکوٹ) سے احباب شامل نہ ہوسکے ۔ کیونکہ ہلال کے متعلق اختلاف ہوگیا ۔

نماز حضرت امیر المومنین نے پڑہائی ۔

بعد از نماز ۔ آپنے سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ پر خطبہ پڑھا ۔ جو درج ذیل ہے ۔

آدمی کو اللہ نے بنایا ہے اور اس کے لیے دو قسم کی چیزین ضروری ہین ۔ ایک جسم جو ہمین نظر آتا ہے ۔ اس کے لیے ہوا کی ضرورت ہو ۔ کہانے پینے پہننے مکان کی ضرورت ہے ۔ کوئی اس کا یار و غمگسار ہو ۔ اس کی ضرورت ہے ۔ دور دراز ملکون کی ۔ دریاؤن کے اس پار اُس پار جانے کی ضرورت ہے ۔ زمیندار کو کھیت کی ضرورت ہے ۔ کیا زمین انسان بنا سکتا ہے پھر ہل کے لئے لکڑیان چاہئین ۔ مضبوط درخت ہو جب جا کر ہل بنتے ہین ۔ ہل کے لئے لوہے کی بھی ضرورت ہے ۔ پھر اوزار بھی لوہے کے ہوتے ہین لوہے کا بھی عجیب کارخانہ ہے ۔ لوہا کانون سے آتا ہے جس کے لئے کتنے ہی مزدورون کی ضرورت ہے ۔ پھر اور کئی قسم کی محنتون اور مددون کے بعد ہل بنتا ہے ۔ مگر یہ ہل بھی بے کار ہے جب تک جانور نہ ہون ۔ پھر جانورون کے لئے گھاس چارہ وغیرہ کی ضرورت ہے ۔ پھر اس ہل چلانے مین علم ۔ فہم اور عاقبت اندیشی کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ اہلی کی مدد سے چھوٹے چھوٹے جتنے پیشے بنتے ہیں وہ عالی شان بنتے ہین ۔

مثلاً چکی پیسنا ایک ذلیل کسب تہا ۔ علم کے ذریعے ایک اعلےٰ پیشہ ہوگیا ۔ یہ جو بڑے بڑے ملون کے کارخانے والے ہین ۔ دراصل چکی پیسنے کا ہی کسب ہے ۔ اور کیا ہے ایسا ہی گاڑی چلانا ۔ کیا معمولی کسب تہا ۔ گاڑی چلانے والا ہندوستان مین لنگوٹ باندھے ہوتا تہا ۔ اب گاڑی چلانے والے کیسے عظیم الشان لوگ ہین ۔ یہ بھی علم ہی کی برکت ہے

حجام کا پیشہ کیسا ادنےٰ سمجہا جاتا ۔ یہی لوگ مرہم پٹی کرتے اور ہڈیان بھی درست کردیتے ۔ اسی پیشے کو علم کے ذریعے ترقی دیتے دیتے سرجنی تک نوبت پہونچ گئی ہے اور سرجن بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے ۔

مین نے تاجرون پر وہ وقت بھی دیکھا ہے کہ سر پر بوجھ اُٹھائے وہ پھرتے ہین ۔ رات کسی مسجد مین کاٹتے ہین ۔ مگر اب تو تجارت والون کے علیحدہ جہاز چلتے ہین ۔

وہ حکومت بھی دیکھی ہے ۔ کہ دس روپے لینے مین اور ایک زمیندار سے دھینگا مشتی ہو رہی ہے ۔ یا اب منی آرڈر کے ذریعے مالیہ ادا کردیتے ہین ۔ سنسان ۔ ویران جنگلون کو آباد کر دیا گیا ہے ۔ یہ بھی علم ہی کی برکت ہے ۔ کہ اس سے ادنےٰ چیز اعلےٰ ہوجاتی ہے لیکن اللہ تعالےٰ نے اس جسم کے علاوہ کچھ اور بھی عطا کیا ہے ۔ یہ آنکھین نہین دیکھتین ۔ جب تک اندر آنکھ نہ ہو ۔ زبان نہین بولتی ۔ جب تک اندر زبان نہ ہو ۔ کان نہیں سنتے ۔ جب تک اندر کان نہ ہون ۔ مگر یہ تو کافر کو بھی حاصل ہے ۔ اس کے علاوہ ایک اور آنکھ و زبان و کان بھی ہے جو مومن کو دئے جاتے ہین ۔ یہ وہ آنکھ ہے جس سے انسان حق و باطل مین تمیز کرسکتا ہے ۔ حق و باطل کا شنوا ہوسکتا ہے ۔ حق و باطل کا اظہار کرسکتا ہے ۔ اگر انسان حق کا گویا و شنوا و بینا نہ ہو ۔ تو صمٌ ۔ بکمٌ ۔ عمیٌ کا فتویٰ لگتا ہے ۔

اللہ جلشانہ جس کو آنکھ دیتا ہے ۔ وہ ایسی آنکھ ہوتی ہے کہ اس سے خدا کی رضا کی راہون کو دیکھ لیتا ہے ۔ پھر ایک آنکھ اس سے بھی تیز ہے جس سے مومن اللہ کی راہ پر علیٰ البصیرت چلتے ہین ۔ پھر اس سے بھی زیادہ تیز آنکھ ہے جو اولوالعزم رسولون کو دیجاتی ہے ۔ ان حواس کے متعلق اللہ اپنے پاک کلام مین وعظ کرتا ہے ۔ دیکھو آج لوگون نے کچھ کچھ

اہتمام ضرور کیا ہے۔ غسل کیا ہے لباس حتی المقدور عمدہ دنیا پہنا ہے۔ خوشبو لگائی ہے۔ پگڑی سنوار کر باندہی ہے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ صرف اس لئے کہ ہم باہر بے عیب ہو کر نکلیں۔ بہت سے گھر ایسے ہوں گے۔ جہاں بیوی و بچوں میں اسی لئے جھگڑا ابھی بڑا ہوگا۔ اور اس جھگڑے کی اصل بنا یہی ہے کہ بے عیب بن کر باہر نکلیں۔

جس طرح فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ اور انسان اسے بہرحال پورا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں تمہارا مربی میں تمہارا محسن ہوں۔ جیسے تم نے اپنے جسم کو مصفی و مطہر بے عیب بنا کر نکلنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے ہی تم اپنے رب کے نام کی بھی تسبیح کرتے ہوئے نکلو اور دنیا والوں پر اس کا بے عیب ہونا ظاہر کرو۔ ادنےٰ مرتبہ تو یہ ہے۔ کہ مومن اپنی زبان سے کہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان ربی العظیم۔ پھر وہ کلمات جن سے میں نے اپنے خطبہ کی ابتدا کی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اس میں بھی اس کی کبریائی کا بیان ہے پھر اس سے ایک اعلےٰ مرتبہ ہے۔ وہ یہ کہ یہ تسبیح دل سے ہو۔ کیونکہ یہ جناب الٰہی کے قرب کا موجب ہے۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ الحمد للہ۔ اور فرماتا ہے۔ کہ ولاکن ینالہ التقویٰ منکم۔ پس ضرور ہے۔ کہ یہ تسبیح جو کریں۔ تو دل کو مصفا کر کے کریں۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے فعل پر ناراض نہ ہوں اور یہ یقین کریں۔ کہ جو کچھ خدا کرتا ہے۔ بھلا ہی کرتا ہے اور جو کچھ کرے گا وہ بھی ہماری بھلائی و بہتری کے لئے کرے گا۔

ہمارے مربی و محسن پر اللہ رحم فرمائے۔ کہ اس نے میرے کانوں میں اچھی آواز پہونچائی۔ اور مجھے مشق کے لئے یہ شعر لکھ دیا

سرنوشت ما بدست خود نوشت
خوشنویس است و نخواہد بد نوشت

پس ہمیں چاہیئے۔ کہ اس اللہ کو جس کی ذات اعلیٰ اور تمام قسم کے نقصوں و عیبوں سے بالاتر ہے۔ رنج و راحت عسر و یسر میں بے عیب یقین کریں اور یہ یقین رکھیں۔ الشر لیس الیک والخیر کلہ فی یدیک۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جمعہ میں۔ میں نے اپنی طرف سے الوداعی خطبہ پڑھا۔ کیونکہ میری حالت ایسی تھی۔ کہ تھوک کے ساتھ بہت خون آتا۔ اندر ایسا جل گیا تھا۔ کہ خاکستری دست آتے اور میں رات کو جب سوتا۔ تو یہی سمجھتا۔ کہ بس اب رخصت

اسلمت نفسی الیک۔ گھر والے بعض وقت ہمدردی سے مجھے ملامت کرتے کہ تم پرہیز کرتے۔ بہت وعظ کرتے ہو۔ سبق بدستور پڑھاتے جاتے ہو۔ تو میں کہتا ہے شک جس قدر نقص و عیب ہیں میری طرف منسوب کرو۔ میرا مولیٰ تو جو کچھ کرتا ہے بھلا ہی کرتا ہے۔ سچ ہے۔ والخیر کلہ فی یدیک۔

غرض تم زبان سے سبحان اللہ کا ورد کرو۔ تو اس کے ساتھ دل سے بھی ایسا اعتقاد کرو۔ اور اپنے دل کو تمام قسم کے گندے خیالات سے پاک کرو۔ اگر کوئی تکلیف پہونچے۔ تو سمجھو۔ کہ مالک ہماری اصلاح کے لئے ایسا کرتا ہے۔

پھر اس سے آگے اللہ توفیق دے۔ تو اللہ کے اسماء پر۔ اللہ کے صفات و افعال پر اللہ کی کتاب پر اللہ کے رسول پر جو لوگ اعتراض کرتے اور عیب لگاتے ہیں انکو دور کرو۔ اور ان کا پاک ہونا بیان کرو۔

ہمارے ملک میں اس قسم کے اعتراضوں کی آزادی حضرت جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شروع ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کے دربار میں وسعت خیالات والے لوگ پیدا ہوگئے۔ اس آزادی سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مطاعن کا دروازہ کھولدیا۔ ان اعتراضوں کو دور کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی بہت کوشش کی ہے۔ جلال الدین اکبر نے جب صدر جہان کو لکھا۔ کہ چار عالم بھیجیں۔ جو ہمارے سامنے ان اعتراضوں کے جواب دیا کریں۔ تو یہ بات حضرت مجدد صاحب کے کان میں بھی پہونچی۔ انہوں نے صدر کو خط لکھا۔ کہ آپ مہربانی سے کوشش کریں۔ کہ بادشاہ کے حضور صرف ایک ہی عالم جائے۔ چار نہ ہوں۔ خواہ کسی مذہب کا ہو۔ مگر ہو ایک ہی۔ کیونکہ اگر چار جائیں گے۔ تو ہر ایک چاہے گا۔ کہ میں بادشاہ کا قرب حاصل کروں اور باقی تین کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر چاروں گئے تو بجائے اس کے کہ دین کا تذکرہ ہو ایک دوسرے کو روکر کے چاروں ذلیل ہو جاویں گے اور یہ لوگ اپنی بات کی ترجیح میں بادشاہ کو ملحد کر دینگے۔ یہ تو اس وقت کا ذکر ہے جب اسلام کی سلطنت تھی۔ اسلام کے متوالے دنیا میں موجود تھے۔ اس وقت کا نتیجہ برپا ہوا اب تین

برس کے بعد ایک درخت بن گیا ہے کیسے دکھ کا زمانہ ہے۔ کہ نبی کریم کے سوانگ ڈراموں میں بنائے جاتے ہیں۔ عجیب عجیب رنگوں میں لوگ دہوکہ دیتے ہیں۔ جس سے متاثر ہو کر بعض لڑکوں نے غنیمت کی آیت پر لکھ دیا۔ محمد لٹیرا تھا۔ اگرچہ اس کا جواب بہت دیا گیا۔ کہ نقل اعتراض تھا مگر یہ داغ مٹتا نہیں اور میں سراج القضاء کا مسئلہ خوب جانتا ہوں۔ اسی کی بابت اس کو لا کر اس کا ذکر کرتا ہوں۔

پس میری سمجھ میں یہ وقت ہے۔ کہ جہاں تک تم میں کسی سے ہو سکے۔ اللہ کے اسماء۔ صفات افعال اللہ کی کتاب۔ اللہ کے رسول۔ اللہ کے رسول کے نواب و خلفاء کی پاکیزگی بیان کرے اور ان پر جو اعتراض ہوتے ہیں۔ انہیں بقدر اپنی طاقت کے سلامت روی و امن پسندی کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کریں۔

یہ مت گمان کرو۔ کہ ہم ادنےٰ ہیں وہ طاقت رکھتا ہے کہ تمہیں ادنےٰ سے اعلےٰ بنا دے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ خلق فسوّیٰ والذی قدر فھدیٰ۔ جو ان پڑھے ہیں۔ انہیں کم از کم یہی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے چال و چلن سے خدا کی تنزیہ کریں۔ یعنی اپنے طرز عمل زندگی سے دکھائیں۔ کہ قدوس خدا کے بندے پاک کتاب کے ماننے والے پاک رسول کے متبع اور اس کے خلفاء اور پھر خصوصاً اس عظیم الشان مجدد کے پیرو ایسے پاک ہوتے ہیں۔

ضعف بہت ہے اور مجھے زیادہ بولنے سے تکلیف بڑھ جانے کا احتمال ہے اس لئے اسی پر بس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی زبان و دل و قلم سے توفیق دے۔

دلکشا و دلربا نماز الحمد للہ رب العالمین بعد اس دعا کے کمترین کہتا ہے کہ نماز عید الفطر کی برحمت پروردگار خیر و برکت کے ساتھ بامامت میاں عبد العزیز صاحب مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء بجا رہ بوقت ۸ بجے دن کے ہوئی اور الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ پر نہایت دلچسپ وعظ فرمایا۔ باغ کے چرند اور پرند کہ جہاں نماز ہو رہی تھی خاموش تھے۔ پھر حسب علم المرتضیٰ علی نے وعدہ جمہوری

کچھ بھی نہیں

لوگ کہتے ہیں کہ اُس کی زباں کچھ بھی نہیں
ٹھیک ہے اس پر بجز آہ و فغاں کچھ بھی نہیں

ہم نے دیکھا قادیاں میں نورِ دیں مصطفےٰ
جھوٹ بکتے ہیں جو کہتے ہیں یہاں کچھ بھی نہیں

کوئی دیکھے آکے میرے سینۂ پُر داغ کو تو
سامنے اسکے بہارِ بوستاں کچھ بھی نہیں

لوگ دوڑے جاتے ہیں کیوں پیر خانوں کی طرف
ڈھونڈتے ہیں یہ وہاں ہے کچھ یہاں کچھ بھی نہیں

خوبیٔ اسلام ہی تھی جس سے ہوئے مفتوح ملک
ظاہری تیر و کماں۔ تیغ و سناں کچھ بھی نہیں

میں نے پوچھا مفتری ہو کر مرے یوں کامیاب؟
چپ رہا ملّاں۔ نہ بولا۔ ہولے ہاں کچھ بھی نہیں

ہے کہاں ڈوئی کہاں آتھم کہاں ہے لیکھرام
کشتگانِ تیغِ مرزا کا نشاں کچھ بھی نہیں

بلبلوں نے دی گواہی چند روزہ ہے بہار
پھاڑ کر گل پیرہن بولا کہ ہاں کچھ بھی نہیں

طور پر موسیٰ نے جو دیکھا وہی دیکھیں یہاں تو
دل کے اندھوں کی نظر میں قادیاں کچھ بھی نہیں

زندگی اس موت میں ہے جو خدا کی راہ میں ہو
چند روزہ عیش اے زندہ دلاں کچھ بھی نہیں

دل نثارِ شاہِ خوباں کر چکے مدت سے ہم
مال کیا ہے جان بھی جانِ جہاں! کچھ بھی نہیں

چشم گریاں دل ہے بریاں رنگ زرد اور آہ سرد
مجھ کو مت چھیڑو مجھے اے دوستاں کچھ بھی نہیں

تیرے فضلوں ہی سے بیڑا پار ہو تو ہو مرا
روح ہے کمزور جسمِ ناتواں کچھ بھی نہیں

دل مدہ اِلّا بدلدارے کہ جنبش دائم است
عارضی حسنِ بتانِ مہ رخاں کچھ بھی نہیں

آہ ہی سے گورِ عیسےٰ سے صدا کشمیر میں
پر تنِ خاکی باوجِ آسماں کچھ بھی نہیں

بندۂ مسلم ہوا اس کے ہاتھ میں قرآں ہو
اس کے آگے شوکتِ صاحبقراں کچھ بھی نہیں

مرشدِ برحق وہی ہے جس کی صحبت سے ہوں نیک
اور بھی جو کند کر دے وہ فساں کچھ بھی نہیں

مجھ کو لا کہوں عیب امام پاک میں آئیں نظر
غور سے دیکھو اگر اے بدگماں کچھ بھی نہیں

صاحبِ اسلام ہیں یا کافرِ بےدیں ہیں
تھوڑی مدت دیکھیں ایں رکھ کر زباں کچھ بھی نہیں

جلوۂ مولیٰ جو دیکھا دار پر منصور نے
وہ نہ دیکھو تو کہو دار الاماں کچھ بھی نہیں

خاک اُن کے منہ میں جو بیباک ہو کر یوں کہیں
میرزا صاحب مسیحائے زماں کچھ بھی نہیں

ایک وہ دن تھے کہ جاں قربان کرنی پڑتی تھی
اب تو دینِ حق میں ایسا امتحاں کچھ بھی نہیں

تم بڑھے جاؤ پہنچ جاؤں گا میں بھی ایک دن
طاقتِ رفتار مجھ میں ہمرہاں کچھ بھی نہیں

ایک وہ ہیں جن کے پاؤں چلنے کے قابل نہیں
ایک وہ ہیں جو ہیں شاکی زیرِ راں کچھ بھی نہیں

زندہ مذہب ہے اگر کوئی تو وہ اسلام ہے
اور مذہب مردہ ہیں روح و رواں کچھ بھی نہیں

ہائے اک دل تھا سو وہ بھی خون ہو کر بہہ چکا
صبر کر باقی ہے چشمِ خونفشاں کچھ بھی نہیں

قصۂ اکمل سنا تو بول اُٹھے سب بے ساختہ تو
وامق و فرہاد والی داستاں کچھ بھی نہیں۔

المفتی

۲۲۰ پھیرو: ؟ کی قسم کا سونڈ دار جانور ہے کیا وہ حلال ہے۔ جواب۔ حرمت کی وجہ نہیں۔

۲۲۱ مُردہ بیل کی چربی یا گھوڑے خچر کی ۔۔ صابن بنانے کے واسطے استعمال کرنی جائز ہے یا نہیں۔ جواب۔ کوئی ممانعت نہیں۔

۲۲۲ جو دن نصف شعبان کا ہے جس میں حلوا و سیویاں کھائی جاتی ہیں اور آتشبازی چلائی جاتی ہے [illegible] اس کی فضیلت [illegible] جواب۔ یہ سب باتیں ایجاد ہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں۔

دلائل ہستی باری تعالےٰ

(ماخوذ از کلام امیر)

تمام راستبازوں کا اس بات پر کامل اتفاق سے ایمان کہ "اللہ" ہے۔ جتنے راستباز مختلف ملکوں میں ہوئے ہیں ان کے حالات سے ظاہر ہے کہ وہ راستی کے بڑے ہی بھوکے پیاسے تھے اور وہ حق بات کے اظہار میں سارے جہان کی مجموعی مخالفت سے بھی نہیں ڈرتے تھے اور صرف یہی ایک قوم ہے۔ جن کو ولا یخشون احداً الا اللہ کا سرٹیفکیٹ ملا ہے۔

(۲) پھر یہ لوگ رسم و مجارٹی کی رائے کے (جو کثرت سے پیدا ہو) بھی قائل نہیں ہوتے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو یہ بُت پرستی کی تردید نہ کرتے حالانکہ بُت پرست دنیا پر زیادہ ہیں۔ باوجودیکہ یہ لوگ آپس میں ملے بھی نہیں۔ پھر بھی ان کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ ایک اللہ ہے۔

بس جیسا کہ ہم لنڈن کا وجود بہت سے سچ بولنے والوں کی شہادت سے تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ بھی ضرور ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ جو بات یہ لوگ خدا سے اطلاع پا کر کہتے ہیں۔ وہ ضرور واقع ہوتی ہے۔ حالانکہ آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی ذرائع نہیں ہوتے۔ دنیاوی تدابیر سے کام لینے میں نپولین سکندر سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ مگر یہ دونوں ناکام مرے ہیں۔ حتےٰ کہ نپولین کی قوم فرانسیسی کا باوجود بہت خرچ کرنے کے مشرق میں کچھ بھی نہیں۔

تیسری دلیل یہ ہے۔ کہ خدا کے چشمے سے نکلی ہوئی مخلوق ایک دوسرے کی مکذب نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا سرچشمہ ایک ہے اور وہ ایک ہی ہستی کے ارادے کے تحت میں ہے۔ آنکھ جو رنگ مشرق میں دیکھتی ہے۔ وہی مغرب میں یقین کرتی ہے۔ اور پھر کان اس کی تکذیب نہیں کرتے۔ غرض نظام عالم ایک حد کے اندر باقاعدہ چلتا ہے۔ ایک کتاب کو دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کا مؤلف کوئی ضرور ہے۔ مگر اتنے بڑے شیرازہ عالم کے مؤلف کا یقین نہ کرنا کیسی بے وقوفی کی بات ہے۔ باجرے کا ایک خوشہ لے کر اس میں سے ایک دانہ نکال کر پھر اس جگہ لگا کر تو دکھاؤ۔ تربوز ریتے میں ہوتا ہے۔ مگر کیا مجال ہے کہ اس کے اندر ایک ذرہ بھی جائے۔ پھر کیسا شیریں ہوتا ہے۔ توت (بیدانہ) کو دیکھو۔ آندھیوں کے موسم میں ہوتا ہے۔ مگر اس پر گرد نہیں۔ گولر کے اندر کس قدر کیڑے ہوتے ہیں۔ غرض نظام عالم کی ہر ایک چیز باوجود کمال بے تعلقی تعلق کمال رکھتی ہے۔ اور ہر چیز کا ایک حد کے اندر ایک ضابطہ کے ساتھ کام دینا ایک مرتب و منتظم کا یقین دلاتا ہے۔

چوتھی دلیل جو ہے۔ سب سے زبردست اور میرے اپنے ذوق کی ہے۔ کہ خدا کی آواز پہونچ جائے۔ کہ میں ہوں۔ چنانچہ میں نے بھی سنی۔ اس نے فرمایا۔ کہ قرآن کی آیت کا منکر کوئی ہو۔ اور وہ مشکل سے مشکل آیت کے متعلق کوئی سوال کرے

اور سب مجھے نہ آتا ہو۔ تو معاً اس کا علم مجھے سکھا دیں گے یہ خدا کا وعدہ ہے اور میں بڑے زور کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ کہ تمام جہان بھی اگر مل کر کسی آیت قرآنی کے معنے پوچھے اور اعتراض کرے۔ تو اگر وہ منکر آیات قرآنی ہوگا تو مجھے ضرور جواب سمجھا دیا جاوے گا۔ میں ایک عاجز انسان ہوں۔ میرا علم اتنا بڑا نہیں۔ پس میں اتنا دعوے جو کرتا ہوں یہ اس باری تعالیٰ سے ہے۔ جسکی ہستی کی دلیل طلب کی جاتی ہے۔

بدر - دیوسماج کے گرو بھگوان دستیانند اگنی ہوتری و جیون تت کے اڈیٹر صاحب اس پر غور فرماویں۔

اسلام کی اعلیٰ التعلیم

فرمایا۔ تمام مذاہب عالم میں سے یہ مابہ الامتیاز اسلام ہی کو حاصل ہے۔ کہ اس کے اصول کی منادی پانچ بار بآواز بلند کوٹھوں کی چھت پر چڑھ کر کی جاتی ہے۔

اللہ اکبر سے بڑھ کر اللہ کے لئے تعظیم کا لفظ کونسا ہو سکتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ میں اگر توحید از روئے افعال و ذات و صفات کے مسئلے کو لیا ہے۔ تو ساتھ ہی اس کی حقیقی معبودیت کا اعلان کیا ہے۔ پھر اشہد ان محمداً رسول اللہ میں مسئلہ رسالت و نبوت کا اعلان کرتے ہوئے تمام انبیاء کے کمالات کے جامع کا نمونہ لبطور شہادت پیش کیا ہے۔

حی علی الصلوٰۃ - میں عبادات کی جامع نماز کی طرف بلایا ہے اور

حی علی الفلاح میں تمام ایسے فضائل کی طرف آنے کی ترغیب دی ہے جو انسان کی کامیابی کا مدار ہیں پھر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کو دہرا کر بتایا ہے کہ اصل مدار نجات توحید ہی ہے۔

ایمان باللہ۔ ایمان ملائکہ۔ ایمان کتب۔ ایمان رسل۔ ایمان یوم آخر۔ ایمان قدر خیر و شر۔ فضائل کو لینا۔ رذائل سے بچنا۔ یہ سات اصل الاصول ایمان ہیں۔

علم الرؤیاء

فرمایا۔ علم الرؤیا بھی ایک بڑا عجیب علم ہے اللہ تعالیٰ ہی جسے اس کی سمجھ دے قرآن مجید میں نبی کی خواب کا بھی ذکر ہے۔ کافر کی خواب کا بھی۔ فاسق و فاجر کی خواب کا بھی۔ غرض ہر قسم کے آدمیوں کی خواب کا ذکر ہے تا معلوم ہو کہ یہ علم بہت ہی باریک اور عجیب و غریب ہے۔ آجکل کے پڑھے ہوئے اسے محض خیال قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ غلطی پر ہیں افسوس کہ مسلمانوں نے اب اس کی طرف توجہ کم کر دی ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو اپنے خوابوں کے متعلق یادداشت رکھیں اور جو رویا ان کے سچے نکلیں۔ وہ جمع کرتے جائیں تاکہ عجائبات قدرت کا علم ہو۔ رویا کبھی تو بعینہ ویسے ہی پوری ہوتی ہے۔ جیسے انی ارانی اعصر خمرا۔ چنانچہ وہ اسی خدمت پر مامور ہوا۔

(۲) یا آدھی ویسے ہی اور آدھی دوسرے رنگ میں جیسے اس نے دیکھا کہ میرے سر سے روٹیاں پرندے کھاتے ہیں۔ اس کا سر ہی روٹیاں بن گیا۔

(۳) کبھی صرف نمونہ کے طور پر ایک چیز دکھائی جاتی ہے جیسے کئی سال کے قحط کا نظارہ خشک بالوں میں دکھایا گیا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی دجال کا ذکر ہے اور تم نے اس سے قوم کی قوم کس طرح سمجھ لی وہ اس پر غور کریں۔ کہ رویا کے معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ابن سیرین کے آگے کسی نے بیان کیا میں نے رویا میں اذان سنی۔ ہے آپنے اسے کہا تو چور قرار دیا جا کر پکڑا جائیگا دوسرے نے یہی خواب بیان کیا۔ تو کہا تم حج کرو گے تیسرے نے بیان کیا۔ تو فرمایا۔ تیرا دشمن خائب و خاسر ہوگا۔ لوگوں نے تعجب کیا کہ ایک ہی خواب اور تعبیریں مختلف۔ کہا تینوں قسم کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ میں نے ہر ایک چہرے کی فراست سے تبلا دیا ہے۔

(۱) اذن موذن ایتہا العیر انکم لسارقون (۲) اذن فی الناس یوم الحج الاکبر (۳) اذان من اللہ و رسولہ۔

نبی جتھے کا منتظر نہیں ہوتا

فرمایا جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں نبی جتھے کا منتظر رہتا ہے۔ اور پھر لڑائی کرتا ہے۔ جب صحابہ میں سے اکثر بھاگ گئے۔ تو اس وقت نبی اکرم نے پکار کر کہا۔ انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب۔ کہ دعوے کرنے والا تو میں ہوں۔ کوئی اگر بھاگتا ہے۔ تو بھاگے۔

احسن القصص سے کیا مراد ہے

فرمایا۔ لوگوں نے غلطی سے احسن القصص کے معنے بہتر سے بہتر قصہ کئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہرگز قصے نہیں۔ اساطیر الاولین تو کفار کا قول ہے۔

یہ بھی غلط ہے کہ یوسف کا قصہ ہی سب سے اچھا قصہ ہے۔ خلاصہ سورہ تو یہی ہے۔

(۱) بھائیوں نے آپ سے دشمنی کی (۲) اسکی وجہ والد کی محبت تھی (۳) آخر اپنے بھائیوں پر غالب آئے معاف کر دیا۔ (۴) ایک عورت کی ناجائز درخواست کی پروا نہ کی۔

حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔ بجائے چند گنتی کے بھائیوں کے سارا جہان دشمن۔ (۲) اس کی وجہ کسی کی محبت نہ تھی۔ اللہ تعالےٰ کی توحید کا جوش۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے قوم نے خود کئی حسین عورتیں پیش کیں۔ مگر آپنے خدا کے مقابلہ میں ان کی پروا نہ کی۔ پھر صرف بھائیوں پر نہیں۔ بلکہ سارے عرب پر غالب آئے اور ان کو معاف کر دیا۔

شاعر و نقاش

فرمایا۔ جو کام مصور و نقاش قلم سے لیتا ہے۔ شاعر الفاظ میں اس کی تصویر کھینچتا ہے۔

باپ بیٹے میں فرق

فرمایا۔ یوسف اور یعقوب میں اس بات سے ظاہر ہے کہ یوسف نے یغفر اللہ لکم کہہ دیا۔ مگر باپ کہتا ہے سا ستغفر لکم۔ یہ لوگ خدا کے حکم کے بغیر دعا بھی نہیں کرتے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ہرگز حکومت کی خواہش نہ تھی۔ فرماتے ہیں۔ اے ابوذر میں تیرے لئے وہی چاہتا ہوں۔ جو اپنے لئے میرے دل میں کبھی دو آدمیوں پر بھی حکومت کرنے کی خواہش ہرگز پیدا نہیں ہوئی۔

امر بالمعروف

فرمایا مسلمانوں پر ادبار اسی وقت سے آیا ہے جب سے انہوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملانوں کا کام ہے اور ہم کسی کو امر بالمعروف کریں تو ہماری پوزیشن میں فرق [illegible] حالانکہ یہ ایک عظیم الشان کام ہے کہ سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اسے کیا۔ قرآن مجید پڑھ [illegible] دیکھ لو۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر ہی ہے اور امت محمدیہ [illegible] ہی سے چنانچہ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و [illegible] عن المنکر

مہاتما منشی رام جی کی رائے

ڈاکٹر چرنجیو اور مہاشہ دہرمپال کے مقدمہ کے متعلق

مہاشہ دھرم پال کو جاگنا چاہیئے

مہاشہ دہرم پال کے باعث مجھے بہت ہی بدنام ہونا پڑا مگر میری قلم اور میری آواز دونوں رکی رہیں۔ اس کی وجہ بتلانے کا وقت اب آیا ہے جبوقت "میرے پیارے عزیز" دھرم پال نے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج کو بدنام کرنے کے لئے طوفان مچایا تہا اس کے ساتھ اس نے تمام لوگوں کو اس دہوکے میں ڈالنا شروع کیا کہ اس نے سب کچھ میری پریرنا اور میری سمتی سے لکھا ہے اوسوقت میری صحت بہت بگڑی ہوئی تہی اور میں آرام کے لئے کوئیٹہ جا رہا تھا۔ مگر اداے فرض کے خیال نے مجھے راستے میں روک لیا اور میں نے شریمان رام کرشن جی پردہان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو پریرنا کی کہ جھوٹ کی تردید کرنا میرا اور ان کا فرض ہے۔ ہم دونوں اکٹھے لاہور پہونچے دہرمپال ہمیں سب سے پہلے ریلوے سٹیشن پر ملا۔ اور کہنے لگا۔ کہ آپ لوگ کوئی اعلان نہ نکالیں۔ میرا ڈاکٹر بھاردواج کے آچرن پر کوئی حملہ نہیں۔ میں خود معاملہ صاف کردونگا۔" میرا جواب یہ تہا۔ کہ "مجھے تجھ پر اعتبار نہیں۔ تو صاف کرتے ہوئے لوگوں کو شاید کسی اور بھرم میں ڈال دیوے۔ میں نے بھی ڈاکٹر جی پر لگائے ہوئے شرمناک الزام کے بارے میں وہی الفاظ کہے تھے۔ جو آج مجسٹریٹ نے صاف اپنے فیصلے میں لکھدئے ہیں۔ میرے اور پردہان جی کے اعلان کا نتیجہ بہت اچھا ہوا۔ اور دہرم پال کے ہاتھ پاؤں مارنے پر میں اصلیت کو پبلک کے سامنے رکھنے کو تیار رہا۔ کہ ڈاکٹر جی نے یہ معاملہ آریہ پرتی ندہی سبھا میں پیش کردیا۔ بس مجھے پھر اپنی بدنامی ہوتے دیکھ کر چپ ہی رہنا پڑا۔ کیونکہ جو معاملہ زیر غور ہو اس پر لکھنا میں خلاف اصول سمجھتا ہوں۔ جب سبھا کی ہتک کرکے دہرم پال نے پردھان آدمی پر حملے کئے اور اس سبھا کو اس کام سے ہاتھ دہونا پڑا۔ تب میرے لکھنے کا وقت آیا اور میں نے اس وقت تک کے تمام حالات پر آزادی سے لکھا میرے لکھنے سے پہلے ہی دہرم پال نے اپنے "پتند" نامی اخبار میں (شاید یہ سنکر کہ میں خود لکھنے والا ہوں) مان لیا تہا کہ اس کی تحریروں سے میرا کوئی تعلق نہیں اس کے بعد جب ڈاکٹر جی نے اپنی نالش کی اور میں نے اس کو اپنے سامنے [illegible] اور [illegible] اور مجھ سے الگ ہوکر اوس سے الٹا ہی کہتے دیکھا۔ تو بہت مرتبہ خبردار کیا اور زیادہ ملنا بھی بند کردیا۔ پھر جو کچھ ہوا۔ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ گو وہ ساری کہانی ٹھیک طور پر ثابت کرسکتی ہے کہ دہرم پال ہر ایک بات میں میرے ساتھ وشواس گھات کرتا رہا اور اپنے ہر ایک مضمون میں آریہ سماج کو ہانی پہونچاتا رہا۔ دہرم پال کے جیون چرتر کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور اس لئے جب وہ پریکٹس میں کبھی مسیح کبھی لوتھر اور کبھی بدھ دیو کا ہم پلہ بنتا تہا کبھی ٹیپا کے مقدمہ کا خاتمہ کرانے والا اور آریہ سماج کے متعلق گورنمنٹ کے شکوک کو دور کرانے والا اور اپنے آپ پر سدھ کرتا تہا تو مجھے کشٹ ہوتا تہا اسی پر کار جب آریہ سماج کے لٹریچر پر پنجاب میں برٹش گورنمنٹ کے حکام کبھی اعتراض نہیں کرسکتے تھے اس کو اتنا گرایا کہ "منتر" اور "مجدد" جیسے ننگوں کے ساتھ ایک آریہ سماج کے اخبار نویس سے بھی مضامین کے روک تھام کی پرتگیا لی گئی اور جب اس کو دہرم پال نے اپنی "عظیم الشان فتح" کے نام سے پرسدھ کیا تب بھی مجھے لکھنے سے اس مقدمہ نے ہی روکا جس کا فیصلہ ۲۱ ستمبر کو ہوا ہے اور جس میں یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ڈاکٹر بھاردواج کے آچرنوں پر جھوٹے حملے کرنے کے باعث دہرم پال کو پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دیجاتی ہے۔ جب دہرم پال نے ارجن کا پہلا پرچہ ہی نکالا۔ تو میں نے اسے خبردار کرنے کے لئے ایک خط بھیجا تھا۔ اس کا جو جواب آیا اس کو پڑھ کر میں نے پھر مفصلہ ذیل خط لکھا۔

(از پٹیالہ مورخہ ۳۰ر جنوری) مہاشے دہرم پال جی نمستے

آپ کا خط پہونچا۔ ارجن کا دوسرا پرچہ پڑھ کر بھی کوئی اطمینان نہ ہوا۔ صفحہ ۳ پر میاں آلہی بخش کی برخورداری۔ میاں زاہد علی کا زہد۔ محمدی پولیس سلطان الحمید قید میں۔ صفحہ ۴ پر داؤد خان کی سعادت مندی۔ غلام حسین کی برخورداری طاہر آفندی کی طہارت کے علاوہ صفحہ ۱۱ و ۱۲ کے کچھ مضامین بھی پھر سے ٹپ بنئے ان سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا آریہ سماجی سب پارسا ہو ہیں جس قسم کے مضامین کی اسوقت ضرورت ہے ان سے عوام تو خوش نہ ہونگے اور اخبار بھی کم بکیگا۔ لیکن ویدک دہرم کی واقعی رکھشا ہوگی .... جہاں میں مہاشے دہرمپال کو ایسے خط لکھ رہا تھا وہاں لوگوں میں پرسدھ کیا جا رہا تھا کہ دہرم پال جو کچھ کرتا ہے مجھ سے پوچھ کر کرتا ہے۔ پھر ۱۸ر پھاگن کو میں نے مفصلہ ذیل خط ارجن میں چھپنے کو بھیجا مگر جب مجھے یہ تبلایا گیا کہ اس سے مہاشے دھرمپال کو مقدمے میں نقصان پہونچنے کا امکان ہے تو میں نے انہیں اختیار دیدیا کہ وہ اسے نہ چھاپیں۔

مورخہ ۱۸ - پھاگن سمت ۱۹۶۶ بکرمی شانتی بھون - جالندہر شہر -

شریمان دہرم پال جی بی - اے ایڈیٹر ارجن لاہور۔ نمستے۔ آپنے اپنے ۲۵ر فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے پرچے میں جو مہوست دہرم پرچار کے بند کرنے سے پیشتر دوبارہ غور کرنے کی تاکید کی ہو اس کے لئے آپکا ازحد مشکور ہوں آپنے ۱۲ - پھاگن کے پرچارک میں اسی سلسلے کا ایک دردناک مضمون پڑھ لیا ہوگا جو میرے اخبار کے منیجر نے مجھ بلا دریافت کئے چھاپ دیا .... آپکے نوٹ متذکرہ بالا کے آخری حصے کی نسبت میں نے کچھ عرض کرنا ہے جسے امید ہے کہ آپ بلا کم و کاست اپنے اخبار میں جگہ دینگے۔ آپنے مجھ پر اپنی پبلک اور پرائیویٹ حقوق کا اس سلسلہ میں خاص طور پر ذکر کیا ہے جس سے عوام یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں اور نکال رہے ہیں۔ کہ آپکے طرز عمل زندگی اور آپکی تحریروں کے ساتھ نہ صرف میرا اتفاق ہی ہے بلکہ آپ جو کچھ کرتے ہیں۔ میری صلاح سے کرتے ہیں جس طرح آپکے دربار عام میں ہر کس و ناکس کو دسترس ہے کیا میری بھی وہاں پہنچ ہو سکتی ہے اگر ہوسکتی ہے تو کیا آپ میرے وہ دونوں خطوط جو میں نے اخبار ارجن کے بارہ میں آپکو پٹیالے سے لکھے تھے مع اپنے ایک خط کے جو میرے پہلے خط کے جواب میں آپنے بھیجا تہا بجنسہ چھاپینگے دوران مقدمہ میں میں نے کئی بار راضی نامہ کرانے کا پریتن کیا پہلے تو شری ڈاکٹر بھاردواج اسبات پر برابر زور دیتے رہے کہ جب تک دہرمپال یہ نہ مان لیوے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے محض کینہ سے لکھا ہے تب تک وہ اسے معاف نہیں کرینگے۔ مگر جب میرے دہرم سالہ جانے سے پہلے مسٹر وایٹ ہیڈ صاحب مجسٹریٹ نے مجھ اس معاملہ میں راضی نامہ کرانے کو لکھا اس وقت پہلے سب کچھ مان کر دہرم پال نے ہی (نہ جانے کس کے بہکانے پر) راضی نامے [illegible] کردیا۔ میں ڈنڈ کے ۳۰۰ دلاتا تہا اب ۵۰۰ دینے پڑے۔ ریں (میلا شس [illegible]) لفظ کو ہٹواتا تہا اب ثابت ہوگیا کہ ملزم نے جان بوجھ کر مجرمانہ نیت سے شری ڈاکٹر بھاردواج پر جھوٹا الزام لگایا تہا - خیر - مگر اب بھی دہرم پال کے اندر کوئی پشیمانی کا بھاو ہے؟ نہیں۔ پانچسو روپیہ جرمانے پر بھی وہی مونچھوں پر تاؤ ہے؟ اور پھر وہی لائبل کہ اگر ڈاکٹر جی کی دہرم پتنی وغیرہ کو عدالت میں بلواتا تو صاف چھوٹ جاتا۔ مجھے دہرم پال کی اس ڈھٹائی پر افسوس ہوتا ہے کیا اسے یہ نشچے ہوگیا ہے کہ جس طرح وہ عوام کو اپنی تحریروں سے پاگل بنا لیتا ہے اسی طرح اس منصف حقیقی کو بھی دہوکہ دیسکیگا۔ مہاشے دہرم پال سعادت اسی میں ہے کہ اپنی بہول مانو آریہ سماج کے ناشک بننے کی بجائے پھر سے شیشہ بنو اور

عدالتِ برطانیہ پر ایک بدنما داغ

صاحب وزیر ہند اور وائسرائے ہند کی گورنمنٹ آج کل دن رات اسی کوشش میں ہے۔ کہ عدل و انصاف بلکہ رحم و شفقت کے نمونے قائم کرکے رعایائے ہند کے دلوں کو اپنے ہاتھ میں لے لے اور وہ بہت کچھ اپنے ارادے میں کامیاب ہو رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض نوجوان تیز طبیعت حکام درمیان میں گاہے گاہے ایسے آجاتے ہیں۔ جو ایک بے ضابطگی کی دلشکن نظیر قائم کرکے گویا ملک اور رعایا کو

سکھا شاہی کا نمونہ

دکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حال میں سرگودہ کے ایک اسسٹنٹ کمشنر مسٹر فلبی صاحب بہادر نے ایک ایسی خلاف قانون کارروائی کر دکھائی ہے۔ کہ ملک میں شور مچ گیا ہے۔ کم ہی کوئی اُردو اخبار ہوگا جس نے

قانون انگریزی کی اس ہتک

کو افسوس کے ساتھ اپنے اخبار میں ذکر نہ کیا ہو۔ جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے میں ہوئی۔ اس کی تفصیل بہت سے اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ چنانچہ اخبار عام اور وطن وغیرہ میں جو مضمون چھپا ہے۔ اس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہوگئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے۔ کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری۔ جس سے وہ بے ہوش ہوگیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا۔ تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ لے تھانے لے جاویں۔ تھانے سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا آخر ۳ بجے ایک مصلی کمان کو ساتھ لے کر معائنہ کیا۔ اسی دن

مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا اور تلی وزن میں ۴۳½ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کی وجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند بحکم پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیفکورٹ میں نہ بھیجی جاوے۔ اس کے بعد مسٹر فلبی نے سشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ نئی شہادت اور مرتب کرکے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا۔ ۴۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر فلبی معہ سول سرجن کے بھیرہ میں پہونچے اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچ کر تولی گئی۔ ۶ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے کے وقت تلی وزن میں ۱۲۔ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰ یا ۱۱ اونس کے درمیان ہوگی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب اونہوں نے لاش کو دیکھا۔ تو اس وقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ ان کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۴۳ اونس مادہ نہیں آسکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۲۰۔ اونس اس میں آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۶۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ۴۳½ اونس تھا۔ کمان خاکروب نے بھی تلی کا وزن اس قدر بیان کیا۔ بیانات گواہان وغیرہ قلمبند ہوکر جب کل سب گواہ عدالت سے جا چکے تھے۔ تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بلا کر ان کو اور کمان خاکروب کو ہتھکڑی لگانے کا حکم دیا۔ اس بنا پر ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔ یہ واقعہ سالانوالی کا ہے۔ جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کو ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھ کر پیش کی۔ اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جاوے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا۔ خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اس وقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق چاہئے تو ابھی کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سشن جج صاحب بر رخصت تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ شملہ پر تھے۔ اس لئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہوسکی۔ اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لے جا کر حوالات میں رکھا اور اگلے دن بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا اور اسی شام کو حکم دیا۔ کہ اسی حالت میں انہیں شاہ پور جو بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ پیدل لیجایا جاوے جہاں وہ ۱۸۔ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایک ہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور مزید حالات [illegible] ہم ان [illegible] شکایات کو سن کر انگشت بدندان رہ سکتا ہے۔ (محمد علی وکیل) بہ [illegible]

اس مقدمہ میں ہم گورنمنٹ برطانیہ کے اعلےٰ حکام کو مفصلہ ذیل امور کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا بیان تازہ لاش کے پوسٹ مارٹم پر تہا۔ اس کے ساتھ اختلاف کا بیان اس معائنہ پر مبنی تھا۔ جو لاش کے اٹھارہ دن تک زمین کے اندر گلنے اور سڑنے کے بعد کیا گیا۔

(۲) مسٹر جو ڈسے دن کا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ساتھ ایک اختلاف رائے تہا۔

(۳) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو اور بھنگی کو ہر دو کو ایک وقت میں ایک ساتھ ہتھکڑی اس بنا پر لگائی گئی۔ کہ ان کی شہادت کے بیان میں کچھ اختلاف تہا۔ حالانکہ اس اختلاف میں ضرور تھا کہ ایک غلطی پر ہو تو دوسرا صحت پر۔ اسواسطے ہر دو کو ہتھکڑی لگا دینا کیونکر درست ہو سکتا تہا۔

(۴) اگر صرف اختلاف بیان کی وجہ سے بغیر کسی مزید تحقیقات کے دو شاہدوں کو حوالات پر کر دینا جائز تہا۔ تو کیا وجہ ہے کہ تیسرے شاید مسٹر جو ڈسے دن کو بھی ایسے ہی اختلاف کے سبب ساتھ ہی نہ رکھا گیا۔

(۵) ڈاکٹر بشارت احمد کو شہادت کے بعد خرچہ دے کر رخصت کیا گیا۔ اور جب سب لوگ عدالت سے چلے گئے۔ تو پھر دوبارہ شام کے وقت طلب کر کے فوراً ہتھکڑی لگا کر عدالت برخواست کر دی گئی تاکہ موقعہ ضمانت نہ ہو۔

(۶) باوجودیکہ جرم قابل ضمانت تہا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے واسطے زبانی درخواست کی۔ تو مسٹر فلبی نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔

(۷) دیوان دولت رائے صاحب وکیل نے تحریری درخواست ضمانت کے لئے پیش کی اور پچیس ہزار روپیہ تک ضمانت دینے کے واسطے طیاری ظاہر کی اور اسٹیشن پر تحصیلدار موجود تھا۔ جو دیوان صاحب موجود کی لاکھوں روپے کی جائداد کی تصدیق کر سکتا تہا۔ مگر مسٹر فلبی نے بغیر حکم لکھنے کے درخواست واپس کر دی۔

(۸) ایک معزز سرکاری ملازم ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی [illegible] گئی

(۹) ہتھکڑی لگا کر [illegible] گذارا گیا تاکہ اسکی [illegible] ہو۔

(۱۰) دوسرے [illegible] بے فائدہ لئی گھنٹے اسی طرح ہتھکڑی لگائے ہوئے عدالت کے برآمدے میں پبلک کے سامنے بٹھائے رکھا۔

(۱۱) حکم دیا کہ اسی طرح ہتھکڑی لگائے پاپیادہ سرگودہ سے شاہ پور لے جاؤ۔ جو بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

یہ سلوک کس کے ساتھ ہوا

(۱۲) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو تیرہ سال سے نہایت نیک نامی کے ساتھ گورنمنٹ کی خدمت کر رہا ہے۔

(۱۳) ایک ایسے ہر دلعزیز کے ساتھ جس کے واقعہ کو دیکھنے اور سننے والے ہزاروں آدمی اس کے ساتھ ہمدردی کے سبب چشم گریاں ہو رہے ہیں۔

(۱۴) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو بہ سبب اپنی دینداری کے ہر جگہ لوگوں کے درمیان واعظ رہا ہے اور ہمیشہ اپنے وعظوں کے درمیان گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری کا وعظ بڑے زور شور سے کرتا رہا ہے۔

(۱۵) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو ہندوستان کی گذشتہ بے چینی کے ایام میں گورنمنٹ کی خیرخواہی میں بڑی جوش سے حصہ لیتا رہا ہے۔ اور مفسدانہ خیالات کی بیخ کنی کرتا رہا ہے۔

(۱۶) ایک ایسے شخص کے ساتھ جو اس فرقہ کا معزز ممبر ہے جس فرقہ نے گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی اور وفاداری ملک میں پھیلانے کے واسطے میسوں کتابیں اور اشتہارات اب تک چھاپ کر شائع کئے ہیں۔ دیگر اخبارات میں اس واقعہ کے متعلق جو رائے زنی ہوئی ہے ان میں سے بعض الفاظ بطور نمونہ اب ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

آریہ اخبار پرکاش اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزت شخص کو ہتھکڑی لگا کر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے جن کو رو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے۔ یہ حکم بھی کچھ کم واجب نہیں تہا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگا کر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایسا فعل کیا ہے۔ جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جس قدر معیوب سمجھا جائے۔ تھوڑا ہے۔

ہندوستان مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزیٹڈ آفیسر کو ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگانے اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بھر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اسی حالت میں بیس میل پیدل چلا کر شاہ پور جانے کے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت۔ بے چینی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہے۔

الحکم میں ایک غیر احمدی نامہ نگار ڈاکٹر (بشارت احمد) صاحب موصوف صداقت اور راستبازی۔ شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں۔ اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع۔ ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نو وارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کو نازل ہوئی اسے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ پڑھ سکے گی۔ **انصاف کا خون ہوا ہے اور آزادی تہ تیغ کر دی گئی ہے۔**

زمیندار ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ معاملہ ہے جس میں ملک کے تمام اخبارات بلا تفریق مذہب و ملت متفق الرائے اور متحد البیان ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب کی عزت و آبرو کو بلا وجہ و بلا سبب خلاف ضابطہ جو صدمہ پہنچایا گیا ہے اسے تمام ملک ایک قومی صدمہ سمجھتے ہوئے امید کرتا ہے کہ حضور سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ اس معاملہ میں بعد تحقیقات کامل اپنی مسلمہ دادگستری کا ثبوت دیگی۔

سرگودہا کے سب ڈویژنل افسر صاحب شاید یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ قانون مطابع کے اجرا سے اخبار نویسی کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا ہے۔ اور ہر حاکم بلا اس خوف کے کہ اس کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی جائے گی۔ کھلے بندوں جس بے عنوانی کا چاہے ارتکاب کر سکتا ہے اور عجب نہیں کہ اسی خیال سے انہوں نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہتھکڑی لگانے۔ ملزم کے وکیل کی طرف سے درخواست ضمانت کے پیش ہونے پر باوجود اس نکتہ کے سمجھا دئے جانے کے کہ جرم منسوبہ قابل ضمانت ہے۔ ضمانت قبول نہ کرنے۔ ملزم کو حوالات میں بھیجکر دوسرے دن بلا ضرورت تمام دن خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگے ہوئے کچہری میں حاضر رکھنے اور اسی شام کو شاہ پور تک جو بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے پیدل لے جانے کا وہ حکم دیا جس سے برٹش انصاف کی پیشانی عرق انفعال سے تر ہو گئی اس قسم کے افسروں کو ہم ملک اور حکومت کی سلامتی کے لئے نہایت خطرناک سمجھتے ہیں اور ہمیں یقین کامل ہے کہ گورنمنٹ ان کی بے راہ روی کو اغماض کی نظر سے نہ دیکھے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودہوین صدی کے مسیح کی ایک زندہ کرامت

حال مین "چودہوین صدی کے مسیح کی ایک زندہ کرامت" کے نام سے عالی جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب حنفی نقشبندی مجددی کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے جسمین انہون نے نہایت بے انصافی کے ساتھ احمدیہ جماعت کے امام کے الہام متعلقہ طاعون پر تمسخر اڑایا ہے۔

مین نے اس رسالہ کو بہت غور سے پڑھا۔ گر مجھے ایک جگہ بھی ایسی معلوم نہین ہوئی [illegible] اس مقرر نے عدل [illegible]

[illegible]

پہلا جھوٹ تحریر فرماتے ہین [illegible]

اس ملک ہندوستان مین [illegible] پہل شروع ہوئی - تو مرزا قادیانی نے بھی اس سے فائدہ اوٹھانا چاہا اور جھوٹ یہ کہنا شروع کردیا۔ ؎

کیون غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہوگئے ہین اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن

اصل بات حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ آپنے طاعون سے بہت پہلے جب طاعون کا اس ملک مین نام و نشان بھی نہ تھا۔ طاعون [illegible] آنے کی خبر دی تھی چنانچہ دیکھو۔

۱۸۸۴ء براہین احمدیہ [illegible] طاعون کی پیشگوئی | براہین صفحہ [illegible] کا کلام درج [illegible] انت مبارک [illegible] آخرۃ [illegible] امراض الناس [illegible] ان ربک [illegible]

[illegible] ظاہر ہے کہ ان وبائی ایام مین مسیح موعود کا مکان [illegible]

۱۸۹۸ء پھر ۱۸۹۸ء مین بذریعہ ایک اشتہار مین طاعون کی پیشگوئی اشتہار بیعت دیا۔ اس مین الہام درج ہے۔ کہ اصنع الفلک باعیننا و وحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ ایک طوفان کے آنے کی اطلاع دی گئی اور اس کے لئے ایک کشتی کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ جس قسم کی کشتی حضور امام نے بنائی اس سے ظاہر ہے کہ طوفان سے ایک [illegible] مراد تھی۔ جو اپنی شدت و تباہی مین طوفان نوح [illegible] سے مشابہ تھی۔

۱۸۹۴ء نور الحق حصہ دوم مین طاعون کی پیشگوئی ان الکسوف والخسوف آیتان مخوفتان واذا اجتمعا فہو تہدید شدید من الرحمان واشارۃ الی ان العذاب قد قدر واکد من اللہ لاھل العدوان۔ یعنی کسوف خسوف مین تہدیدی اشارہ ہے کہ عذاب سرکشون کے لئے مقرر ہوچکا۔

۱۸۹۴ء حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۶ مین طاعون کی پیشگوئی فلما طغی الفسق المبید السیل تمنیت لو کان الوباء المبید فان ہلاک الناس عند اولی النھی احب [illegible]

[illegible] کے لئے [illegible] تعالیٰ مین درخواست کی کہ [illegible]

۱۸۹۷ء سراج المنیر صفحہ ۵۹ مین طاعون کی پیشگوئی ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین وہ غضب گوسالہ پرستون پر کیا تھا اس کا ذکر توریت خروج باب ۳۲ آیت ۳۵ مین ہے کہ وہ طاعونی وبار تھی۔ پس ضرور تھا کہ اس زمانہ کی گوسالہ پرستون کے لئے بھی وہی عذاب آوے۔ جبھی تو فرمایا۔ کذلک نجزی المفترین اور اس مین کیا شک ہے کہ [illegible] لوگ اپنے خدا کو ایسا مانتے ہین کہ وہ اب کلام نہین کرتا وہ گوسالہ پرست ہی ہین۔

۱۸۹۸ء اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء مین طاعون کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات مین سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہین اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہین۔ مین نے بعض لگانیوالون سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہین تو انہون نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہین [illegible] ملک مین پھیلنے والی ہے ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ طاعون کے متعلق حضور علیہ السلام نے پندرہ سولہ سال پہلے اطلاع دی اور اس کا علاج بھی بتایا کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ یعنی جب تک دلون کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہ ہوگی اور اخیر مین فرمایا ؎

بشنویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا اس اطلاع سے کوئی ذاتی مطلب نہ تھا بلکہ آپ کو مخلوق پر شفقت مقصود تھی اور آپ خلق اللہ کی بھلائی چاہتے تھے اور انہین نیکی۔ تقویٰ کی زندگی کے آرزومند تھے۔

دوسرا جھوٹ آپ تحریر فرماتے ہین "پھر یہ جال پھیلایا کہ جو میرا مرید ہو جاوے گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اسی لئے کشتی نوح دافع البلاء وغیرہ کتابین اور اشتہارات شائع کئے"

یہ کیسا سیاہ جھوٹ ہے کہ حضرت امام کا دعوےٰ تھا کہ جو مرید ہو جائے گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔

مین اس قساوت قلبی پر حیران ہون جس نے یہ افترا تراشا۔ اور حق کا ذرا بھی پاس نہین کیا۔

کشتی نوح صفحہ ۲ مین صاف لکھا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ بے باک معترض نے کشتی نوح کو پڑھا ہے کیونکہ اس نے ایک نامکمل حوالہ دیا ہے چنانچہ اس مین بھی اس کے اس قول (جو مرید ہو طاعون سے بچایا جائیگا) کی تردید موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ "جو شخص تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہوگا اور جو کامل اطاعت اور پیروی اور سچے تقوی سے تجھ مین محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائین گے" دیکھئے پیشگوئی مشروط بشرطے ہے اور وہ ہے بیعت کرنے والے کا۔ کامل اطاعت۔ پیروی۔ سچے تقوے سے تجھ مین محو ہو جانا" اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ سب مریدون کے محفوظ رہنے کے متعلق وعدہ نہین۔ پھر اسی عبارت کے ساتھ ہی یہ عبارت بھی ہے۔ جو معترض چھوڑ گیا ہے تاکہ وہ لوگون کو اس پیشگوئی کے متعلق شبہ مین ڈال سکے "ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہین اوس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ مین ہر ایک ایسے

شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤنگا۔ جو اس گھر کی چاردیوار میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خودپسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو۔ اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں **سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئیگی** جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جاویں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں۔ مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہینگے۔ **مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا انکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو۔ جو خدا کے علم میں ہو۔** ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے۔ مگر انجام کار۔ لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے۔ کہ **نسبتاً و مقابلتاً خدا کی حمائت اس قوم کے ساتھ ہے۔** اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے۔ جسکی نظیر نہیں۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴ پر سیدنا الامام ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ بڑے زور سے خداتعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے۔ کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر **مخلص لوگوں** کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دیگا اور **نسبتاً و مقابلتاً** اس سلسلہ پر اس سلسلہ کا خاص فضل رہے گا۔ گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو۔ کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں کیس ہو جاوے۔ سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے۔"

اخیر میں خلاصہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چاردیواری کے اندر رہنے والے **مخلص لوگ** اس بیماری کی موت سے **محفوظ رہینگے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا** اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جاوے گی۔ اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے نہیں آئیگی۔"

یہ عبارت اپنے مطالب میں بہت واضح ہے اس میں مفصلہ ذیل دعوے ہیں۔

(۱) خود مورد وحی۔ امام الانام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام طاعون سے محفوظ رہینگے۔

(۲) جو لوگ گھر کی چاردیواری میں رہتے ہیں وہ بچائے جاوینگے۔

(۳) روحانی چاردیواری (حلقہ بیعت) کے مخلص جو کامل اطاعت۔ پیروی۔ سچے تقوی۔ سے نجۂ میں محو ہو۔ مخالفانہ ارادوں سے دستکش۔ اخلاص۔ اطاعت انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل۔ کسی طور سے متکبر سرکش۔ مغرور۔ غافل۔ خودسر۔ خودپسند نہ ہو۔ عملی حالت موافق تعلیم ہو۔ وہ بھی بچینگے۔ پھر کسی وجہ مخفی سے۔ ایمانی قوت کے ضعف۔ **نقصان عمل**۔ اجل مقدر۔ کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو۔ یہ صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جن میں سے پہلی اور دوسری صورت میں وعدہ مخالف بھی جانتے ہیں کہ پورا ہوا۔ حضرت اقدس اور دار کے اندر رہنے والے ہی طاعون سے محفوظ رہے اور یہ محفوظ رہنا عظیم الشان نشان تھا کیونکہ آپ نے خدا سے اطلاع پاکر شائع کیا تھا کہ "انی احافظ کل من فی الدار" واحافظک خاصۃ۔ ترجمہ اسکا جیسے تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤنگا۔ اور خاص کر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے اور میں اس کلام الٰہی کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیساکہ خداتعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر۔ اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ **پس اگر کوئی شخص** مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھاکر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں۔ ولعنت اللہ علی من کذب وحی اللہ۔ جیساکہ میں بھی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ولعنت اللہ علی من افتری علے اللہ۔ [illegible] پھر کہتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کر [illegible]۔ منقول از اشتہار)

تو اس پر باوجود نام بنام مخاطب کرنے کے کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ یہ مباہلہ کرے۔ دوسری طرف یہ بھی شائع کر دیا۔ کہ جس سے خود معترض نے بھی نقل کیا ہے کہ "ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دلی میں۔ خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھاکر کہے گا کہ **اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائیگا۔**"

اس پر بھی سب کو سانپ سونگھ گیا۔ پس حضرت اقدس کا باوجود دعوے وحی والہام ودعوی پر اس تحدی کہ میں طاعون سے محفوظ رہونگا۔ اور جو قسم کھاکر اس بات کو افترا کہے گا وہ پکڑا جاوے گا۔ محفوظ رہنا۔ اور اسی طرح آپکے گھر کی چاردیواری کے اندر رہنے والوں کا محفوظ رہنا اور اس کے بالمقابل کسی ایسے مقام کا ضرور دبا زدہ ہو جانا **جسکی نسبت یہ دعوے کیا گیا ہو کہ یہ طاعون سے محفوظ رہے گا ایک بے نظیر نشان ہے اور یہ خصم بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ چاردیواری کے اندر باوجود اس بات کے کہ کئی دفعہ قادیان میں طاعون پڑا۔ کوئی کیس ہوا۔**

باقی رہی دو باتیں۔ ایک یہ کہ (۱) قادیان کی نسبت کیا پیشگوئی ہے (دوم) احمدیوں کی نسبت عام طور سے کیا پیشگوئی ہے۔

قادیان میں طاعون کی نسبت کیا پیشگوئی تھی

سو جاننا چاہیئے کہ حضرت صاحب کی جو عبارتیں میں نے نقل کی ہیں۔ ان میں صاف لکھا ہے۔ کہ قادیان میں **سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی۔ سخت اور بربادی افگن**۔ یہ دو لفظ آپ یاد رکھئے تاکہ میں آپ سے سوال کر سکوں۔ کیا قادیان برباد ہو گیا یا دن بدن آباد ہو رہا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ طاعون کی **خوفناک آفت جو تباہ کر دے**۔ پس کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کیا قادیان تباہ ہو گیا۔ حالانکہ کئی گئی [illegible] سے جا سکتے ہیں۔ جو تباہ [illegible] بعد میں نہیں بنائی گئی۔ بلکہ [illegible] البلا میں حضور علیہ السلام تسطیر فرماتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۵ حاشیہ۔ وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنے جھاڑو دینے والی۔ جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہیں۔ اور کتوں کی طرح مرتے ہیں (اور آپ نے اس کی مثال میں ایک دفعہ فرمایا تھا دس میں سے پانچ بلکہ اس سے زیادہ سات کا مرجانا) اور فرماتے ہیں۔ کہ

رہے تا حشر عالم میں ترا نوری نشاں روشن
بیاں کس طرح سے ہو اُس کے اوصافِ حمیدہ کا
کہاں سے لاؤں مضمونِ سزاوار ... زباں روشن
دُعا ہے ہر گھڑی حق سے تمنا اس کی بر آئے
وہ نورِ دین سے دیکھے ہر اک پیر و جواں روشن
دُعائیں مستجاب اُس کی ہمارے حق میں کہ یا رب ہو
طفیل اُس کے ہمیں مل جائے راہِ دوستاں روشن
آلہی دُور کر دے ہم سے یکدم سستی و غفلت
کہ محرابِ عبادت میں رہیں ہم شمع ساں روشن ہو
اُدیں دلِ حزیں پر کہولدے رحمت کے دروازے
آلہی مثلِ جانِ عارفاں کر اس کی جاں روشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُسلمانوں کے تنزل کا باعث

مسلمانوں کو روز افزوں تنزل میں دیکھ کر اکثر فرقہ ہائے اسلام کے مُدبروں لیڈروں اور سربرآوردہ لوگوں نے اپنی اپنی قوم کو اس امر سے دُکھ محسوس کر کے متنبہ کیا۔ اور اس میں بتایا۔ کہ اس تنزل کے اسباب کیا ہیں اور کس طرح تنزل دُور ہو کر ترقی ہو سکتی ہے اس غرض کے لئے بعضوں نے بڑے بڑے آرٹیکل و رسالے لکھ مارے اور بڑے زور شور سے لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

مگر میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے تنزل کا جو اصل باعث ہے اور یقیناً وہی اصل باعث ہے اس کی طرف کسی نے اشارہ تک نہیں کیا اور نہ ہی قوم کو اس طرف توجہ دلائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وہ سبب کسی معمولی انسان کا بتایا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی کسی معمولی تصنیف میں اس کا ذکر ہے۔ میں اس وقت کوئی لمبا مضمون لکھنے نہیں بیٹھا بلکہ بہت مختصر طور پر وہ اصل باعث مسلمانوں کے تنزل کا پیش کر دیتا ہوں۔ خدا کرے کہ کسی مسلمان کی سمجھ میں آجاوے اور وہ اس پر عملدرآمد کرے۔ سو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے خود اپنے رسول پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک پر وحی فرمائی۔ جو قرآن شریف میں سپارہ انیس[19] کے رکوع اول میں موجود ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی قوم کی ہلاکت تباہی اور تنزل میں دیکھ کر خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔

یا ربّ ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً

اے میرے رب میری قوم نے قرآن جیسی پاک کتاب کو چھوڑ دیا اور اس پر عملدرآمد نہ کیا اس لئے اس حد تک تنزل کو پہونچے ہیں اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی اُمت کو بُرے حال میں دیکھ کر کیسا دُکھ اور قلق پیدا ہوتا ہے اور درد سے بھرے ہوئے الفاظ میں عرض کی۔ پس ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ کہ خدا کی ہستی سے بڑھ کر کوئی ہستی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان کامل نہیں۔ اور قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی معتبر کتاب نہیں۔ اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ اس کے ماننے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

تاریخ بھی اس آیت کریمہ کی تصدیق کرتی ہے عظیم الشان اسلامی سلطنتوں میں کب سے زوال شروع ہُوا جب سے مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑا اور جمعہ کو ترک کیا اور مسجدوں میں جا کر امام بننا اور باجماعت نماز پڑھنے کو ذلت سمجھی۔ حالانکہ اس سے پہلے بادشاہ خود امام ہوتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اکثر امراء نے نماز ہی ترک کر دی۔ حکومت اور تسلط کب سے مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلنا شروع ہُوا۔ جب سے انھوں نے آپس میں السلام علیکم کہنا چھوڑ دیا۔ اور بڑے نے چھوٹے کو اور امیر نے غریب کو سلام کہنا اپنی ذلت اور تنزل سمجھا حالانکہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا۔ سلموا علیٰ انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبرکۃ طیبۃ۔

چونکہ خداوند کریم کی سُنت ہے کہ جو چیز کوئی شخص خدا کی رضا کے لئے چھوڑے تو خدا تعالےٰ اس رنگ کی اعلیٰ سے اعلےٰ چیز انعام کے طور پر دیتا ہے اور جس رنگ کی کوئی نافرمانی کرے اسی رنگ کا عذاب دیتا ہے اس لئے جس صورت میں کہ انھوں نے اپنے پاک مذہب کو اختیار کرنا اپنی ذلت سمجھی اور اُسے چھوڑ دیا۔ تو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنزل دکھایا۔ مثال کے طور پر دیکھو کہ صحابہ کرام نے جو کچھ خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑا۔ سب کچھ بڑھ چڑھ کر پایا۔ عزیز چھوڑے۔ تو مسلمانوں کی بڑی وفادار اور ہمدرد قوم پائی۔ وطن چھوڑا تو ملکوں کے فاتح ہوئے اگر بیبیاں بیننے کی پرواہ نہ کی اور وہ خ... یہ ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے اونکے نکاحوں میں شاہ... یاں کر دیں حضرت ابوبکر رضی نے زیادہ سے زیادہ ایک کنال کا مکان چھوڑا ہو گا۔ مگر کیا ملا؟ بادشاہی۔ حضرت عمر رضی کی خلافت اور سلطنت کا اندازہ ان کے اپنے ایک قول سے لگ سکتا ہے۔ ان کو خود خدا تعالےٰ کی نصرت پر حیرت ہے ایک روز وہ اپنی جانثار جماعت کے ساتھ جنگل میں جا رہے تھے کہ چلتے ہوئے ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ بعض صحابہ کرام نے ٹھہرنے اور پھر تدبر کرنے کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا کہ مجھے یاد آگیا ہے کہ ایک روز میں یہاں اُونٹ چرا رہا تھا۔ اور کسی بات پر میرے باپ نے مجھے اس درخت کے نیچے سخت کلامی کی تھی۔ اور آج میں دیکھتا ہوں۔ کہ جہاں تک میری نظر کام کرتی ہے میرے ساتھ مسلمانوں کی جماعت ہے اور خدا تعالےٰ نے مجھے اس کا سردار بنایا ہے۔ اللہ اکبر سوچنے کا مقام ہے کہ صحابہ کرام کو خدا تعالےٰ نے وہ کچھ دیا۔ جو اُنھوں نے اور ان کے باپ دادوں نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ یہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طفیل تھا اور خدا تعالےٰ کا فضل۔ اور دوسری مثال اس طرح پر ہے۔ کہ قوم لوط نے جس قسم کی نافرمانی کی اسی رنگ کا عذاب دیکھا۔ وہ بدبخت قوم عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں سے زنا کرتی تھی یعنی اُلٹی راہ اختیار کرتی تھی۔ حالانکہ آدمی کو خدا تعالیٰ نے اعلیٰ بنایا ہے۔ وہ زیر کرتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے ان کی بستی کے اُوپر کے حصہ کو نیچے اور نچلے حصہ کو اوپر کر دیا۔ جیسے کہ اللہ کریم نے فرمایا۔ جعلنا عالیھا سافلھا اور آج تک وہ نشان قائم ہے۔ یعنی اس بستی کی جگہ ایک جھیل ہے جس کا نام جھیل مردار ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ مسلمانوں کی ذلت اور ادبار کا باعث قرآن شریف کو چھوڑنا ہے اور وہ عروج بھی عود کر سکتا ہے۔ کہ مسلمان پہلے کی طرح قرآن کریم کو لازم پکڑیں۔ پس جو چاہتا ہے کہ اسلام کا عروج دیکھے۔ اسے چاہیئے کہ ا... ان لے اور اس پر عملدرآمد ... ے۔ اور دوسر... عملدرآمد کرنے کے تاکید کرے اور یہ پہلے ... ب پہونچاوے یہ نسخہ میرا بتایا ہُوا نہیں ... نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ
خاکسار محمد نصیب - قادیان

قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی۔ جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کہا جانیوالی ہوتی ہے۔

پس اب ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا سال پیش کرے جس میں قادیان میں طاعون آیا ہو اور اس کے دس میں سے سات یا کم از کم نصف آدمی ہی مر گئے ہوں۔ یا ... کہ قادیان کو ویران کر دیا ہو۔ اور اسے کہا گیا ہو۔ اگر وہ ایسی صورت نہیں پیش کر سکتا۔ تو اسے اعتراض کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ انہ اوی القریۃ۔ جو طاعون کے پہلے اشتہار میں الہام درج تھا۔ اوس کے معنوں سے ظاہر ہے کہ ضرور قادیان میں طاعون پڑے۔ چنانچہ اوی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ اور اس کی مثال میں۔ الم یجدک یتیما فآوی اور آویناھما الی ربوۃ دو آیات پیش کی جاتی ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح بھی ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے اور تکلیف اٹھائی۔ اور ان کو سخت درد اور دکھ اٹھانے کے بعد پناہ دی گئی۔ اور اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معاملہ ہوا۔ پس ضروری تھا کہ قادیان بھی طاعون میں مبتلا ہو۔ جو تباہی اور انتشار کے قریب ہو۔ پھر بھی یہ نشان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ کہ لولا الاکرام لھلک المقام۔ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا۔ تو یہ مقام اس قابل تھا۔ کہ بالکل نابود کر دیا جاتا پس نابود ہونے سے بچایا جانا ہی ایک نشان ہے۔ اور انی احافظ کل من فی الدار سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں طاعون آنا ہے۔ ورنہ دار کی حفاظت کی خصوصیت کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔ اسی ذکر خاص سے لازم آتا ہے کہ قادیان میں تو طاعون آئے پر دار والے محفوظ رہیں کہا جا سکتا ہے اور ... بھی محفوظ رہے۔ گو دعویٰ قبل از وقت کرے کہ کسی گھر کا محفوظ ر... بات ہے۔ اور کسی مصلحت الٰہی کی ماتحت کسی کی حفاظ... پیدا ہوتے ہیں۔ موتیں آتی ہیں۔ بلکہ زا... طوفان بھی آتے ہیں۔ مگر یہی واقعات اگر کسی پیشگو... ہوں تو وہ نشان بن جاتے ہیں۔

میرے خیال میں یہ تحریر اس اعتراض کے جواب میں طالب حق کے واسطے کافی ہے کہ قادیان میں طاعون آیا۔ یا کہ منشی محمد افضل صاحب یا ان کی شل لڑکی اور صاحب طاعون سے شہید کیوں ہوئے۔ کیونکہ ایسا استثناء پہلے ہی ...

پیشگوئی میں موجود ہے۔ اور صرف غیر مخلص ہونا ہی نہیں بلکہ اجل مقدر۔ مخفی وجہ جو خدا کے علم میں ہو۔ نقصان عمل بھی وجوہات ہیں۔ اور یہ تقوے و اخلاص کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ وہی بہتر جاننے والا ہے۔

پھر معترض نے جو یہ بات پیش کی ہے۔ کہ حضرت علیہ السلام طاعون کے خوف سے باغ میں جا رہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ولعنت اللہ علی الکاذبین۔

زلزلہ آیا جس سے مکانوں میں رہنا ... اور ... اسلام میں ثابت ہے کہ زلزلہ کے وقت مکان سے نکل جانا چاہیئے۔ اس لئے آپ باغ میں ہو گا ... تعلق ہے جا رہے طاعون کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ طاعون تھا۔ مگر آپ ایسی دار میں رہے۔ پھر یہ باغ میں رہنا تو ایک پیشگوئی کے ماتحت تھا جو براہین احمدیہ میں یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ کی عبارت سے چھپ چکا تھا۔ بلکہ اور لوگوں کو بھی اس میں پناہ دی اور جب آپ نے کشتی نوح میں لکھدیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھا دے یا کوئی دوا بتلا دے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے (صفحہ ۵) تو سرکہ اور جدوار کی گولیوں پر تمسخر اڑانا کس قدر ظالمانہ فعل ہے۔ کیا علاج منع ہے کیا حفظ ماتقدم شریعت میں ممنوع ہے۔ کیا حضرت لوط عذاب کے وقت اس بستی سے نکل نہیں گئے تھے۔ تمہاری فطرت کا معترض وہاں بھی کہہ دیگا کیوں بھاگ گئے۔ جب وہ نیک تھا اور خدا کا وعدہ حفاظت تھا تو ضرور بچایا جاتا اور عجب نہیں کہ وہ نوح کے کشتی بنانے پر بھی اعتراض کرے۔ کہ جب صرف ظالموں نے غرق ہونا تھا۔ تو کشتی کی کیا حاجت تھی۔ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "زرہ پہن کر میدان جنگ میں جانے" پر بھی زبان اعتراض کھول دے۔ کہ ان کی نسبت تو یعصمک من الناس کی صریح وحی الٰہی تھی۔ یہ کیسی سنت انبیاء اور سنت اللہ سے بے خبری ہے۔ جو کبھی شفا خانہ پر اعتراض ہے کبھی گولیوں پر۔ کبھی مرہم عیسےٰ پر۔

عام احمدیوں کے بارہ میں طاعون کی کیا پیشگوئی تھی۔

اب ایک مسئلہ رہ گیا کہ عام احمدیوں کی نسبت پیشگوئی کیا ہے۔ ... حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ "یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون۔

پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جن کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائیں گے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پا لینگے اور طاعون ان کے لئے تمحیص و تطہیر کا موجب ٹھہریگی۔

اس عبارت سے اور کشتی نوح کے مندرجہ کالم عہ

(الف) اس سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ تمام بیعت کرنے والوں کی نسبت کوئی وعدہ نہیں۔ بلکہ دعوے یہ ہے۔ جو کشتی نوح کے صفحہ ۲ سطر ۱۶ و ۱۷ میں ہے۔ کہ میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا۔ کہ میرے گھر کی چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہینگے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتہً طاعون کے حملہ سے بچا رہیگا۔

پس بارہ سال سے طاعون کا زور ہے۔ خوب حساب لگا کر دیکھ لو۔ کہ یہ جماعت احمدیہ دوسری تمام جماعتوں سے نسبتاً و مقابلتہً محفوظ رہی ہے اور طاعون کا نتیجہ ہمارے حق میں خیر و برکت کا رہا ہے۔ یعنی جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ کہ "بجائے اس کے کہ طاعون آپکے اتباع کی تعداد کو گھٹا تو طاعون کے آنے سے ان کی تعداد میں اور بھی نمایاں ترقی ہوگی۔" یہ سلسلہ بڑھتا گیا اور اس نے حیرت انگیز ترقی کی۔ دو فوجیں آپس میں جنگ کرتی ہیں۔ مرتے دونو طرف سے ہیں۔ مگر دیکھا یہ جاتا ہے۔ کہ اس جنگ کا نتیجہ کس کے حق میں ہوا۔ اور وہی فریق فاتح و مظفر و منصور قرار دیا جاتا ہے۔

اگر یہ بات ہوتی کہ جو اس سلسلہ میں بیعت کرتا وہ بچایا جاتا۔ تو پھر ایمان بالغیب کیا رہتا اور اس طرح تو گندے لوگ بھی اس میں آشامل ہوتے پس ضرور تھا کہ کچھ نہ کچھ ابتلاء ہو۔

اس نشان کے متعلق اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ جب احمدی ہی طاعون سے مر سکتا ہے۔ تو نشان کیا ہوا۔ سو اس کے جواب میں پہلے تو میں ہی عبارت پیش کرتا ہوں کہ حضرت نے فرمایا نسبتاً و مقابلتہً میری

حفاظت محفوظ رہے گی اور وہ ملائکی ترا‌ن نہ پائی جائیگی۔
اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی۔ (صفحہ ۲ کشتی نوح)

پھر سنو! کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر خدا نے فرمایا۔ کہ سیصیب الذین اجرموا صغار عند اللہ وعذاب شدید۔ اور او پر سے متی ہذا الوعد کا سوال ہوئے لگا تو خدا نے فرمایا۔ کہ یستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمّی لجاءہم العذاب ولیاتینہم بغتۃ وہم لا یشعرون (یہ عذاب کی جلدی کرتے ہیں اگر مدت مقررہ ہوتی۔ تو ضرور عذاب آتا) پھر عذاب کی نوعیت کے متعلق ارشاد کیا۔ کہ ہو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض۔ وہ عذاب جنگ ہے اور اس کے لئے۔ قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا تستقدمون۔ سے ایک سال مدت بھی بتا دی۔ پھر بدر کی جنگ ہوئی۔ یہ عذاب حسب پیشگوئی تھا اور تھا بھی کفار کے لئے۔ مگر کس کو اس بات سے انکار ہے کہ کئی صحابی بھی اس میں شہید ہوئے۔ بلکہ جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت قریبی عزیز بھی مارے گئے لیکن پھر بھی یہ ایک عذاب تھا جو کفار کے لئے تھا کیوں؟ ان جنگوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک قوم غالب ہوگئی اور دوسری مغلوب۔ مسلمان اس جزیرہ عرب میں بڑھ گئے اور مشرکین کا قلع قمع ہوگیا۔ دیکھو ایک ہی تلوار تھی جو کفار کے سر پہ پڑکر انہیں قتل کرتی اور صحابہ پہ پڑکر انہیں شہید بناتی پس طاعون بھی خدا کی ایک تلوار ہے۔ اگر کوئی احمدی اس کا وار کھاتا ہے تو یہ اسکی تمحیص و تطہیر کے لئے ہے یا بوجہ اجل مقدر یا اور کوئی مخفی وجہ۔ دیکھنا تو ہم نے جیسا کہ کشتی نوح میں لکھا ہے "نسبتا و مقابلۃً" ہے۔ اور باعتبار کثرت کے کیونکہ کسی نسخہ کے اثر کا معیار بھی یہی ہے کہ وہ اکثر موقعوں پر مفید ثابت ہو یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک مریض اس سے اچھا ہو۔

اس نسبتی و مت... کی مثال قادیان میں ہی موجود ہے ایک طرف ہمارا سلسلہ تھا دوسری طرف بالمقابل آریہ جنہوں نے ایک مردانہ اور ایک زنانہ سکول کھولا۔ ایک سماج بھی جاری کیا اور ہمارے جلسوں کے مقابل پر جلسے بھی کرنے لگے ان ...... کو طاعون نے لقمہ بنایا نہ وہ اخبار رہا نہ وہ مدرسے رہے نہ وہ جلسے رہے نہ وہ آریہ رہے۔ اور ایک عقلمند کی غور کے لئے یہ واقعہ کافی ہے۔

پھر میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی مخفی در مخفی حکمتوں کو کون بیان کر سکتا ہے اور کون اس ذات سے زیادہ کسی کے دل کے ... سے واقف ہے۔ احمدی قوم کا معاملہ جانے دو۔ تم ابھی تو کہتے تھے کہ طاعون کی وجہ عام بدکاری اور بے ایمانی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ وبائیں قحط اور زلزلے خدا وند تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے اور عدول حکمی اور گناہ کی ترقی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پھر قرآن شریف میں ہے کہ وما کنا مہلکی القریٰ الّا واہلہا ظالمون۔ اور فرمایا۔ اذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے ہی ضلع میں دیکھیں جو لوگ طاعون میں مبتلا ہوکر مر چکے ہیں وہ آپ کی نظر میں باقیماندہ لوگوں سے زیادہ مشرک زیادہ بدکار زیادہ ظالم تھے؟ اور کیا آپ ان کے متعلق کوئی معیار پیش کر سکتے ہیں آپ ہی کے نقشبندی بھائیوں سے کئی طاعون سے مرے ہونگے اور ان کے بالمقابل کئی مشرک ہندو محفوظ رہ ... گئے اور پھر پیسہ اخبار کا اعتراض ہی آپکے غور کے قابل ہے کہ بلاد یورپ میں زیادہ شرک ... فسق وفجور ہے یا ہند میں۔ وہ بار دکانیں بڑی بیان ...... بڑی باہر کوٹھیوں میں رہنے والے۔ شراب پینے والے۔ خدا کو نہ ماننے والے تو محفوظ ہیں اور نمازی مسلمان طاعون کی مرتے ہیں ان باتوں کا آپکے پاس کیا جواب ہے۔ جو آپ خدا کے حضور شوخی وگستاخی سے نہ ڈرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "طاعون کے فرشتے کچھ ایسے باولے ہوگئے ہیں۔ کہ وہ رستہ بھول کر مرزائیوں کے گھروں میں گھستے پھرتے ہیں"۔ پس ان سوالات پر غور کرتے ہوئے آپ سوچ لیں کہ بعض احمدی بھی کسی گاؤں میں طاعون پڑنے سے کیوں مر جاتے ہیں۔ پھر یہ سوچئے۔ کہ جب طوفان بادو باراں آتا ہے تو چڑیا اور اس قسم کے غریب جانور بھی ساتھ ہی مارے جاتے ہیں۔ جیون تت کا ایڈیٹر تو ایسے امور کو ظلم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا نہیں۔ کہ خدا کی عمیق در عمیق کیا مصلحتیں ہوتی ہیں اور وہ واقف نہیں۔ آیۃ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ کو ایسے کیا ... ہوں کہ جب قوم کا ... فاسق وفاجر ہو جاوے تو نیک بھی بوجہ اس کے کہ ان ... ساتھ رہتے سہتے ہیں کچھ میں جل رکھتے ہیں۔ اس عذاب کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے لڑنے سے انکار کیا۔ تو صرف چالیس سال خود محروم رہی بلکہ حضرت موسےٰ بھی (چونکہ انہی کے ساتھ رہ پڑے) اسی جنگل میں فوت ہوئے یہ خدا کے عجائبات قدرت ہیں۔ اور ایک دو انچ کی کھوپری اس لامحدود ذات کے بھیدوں کو کیا پا سکتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ لوگ کہتے۔ روس۔ فارموسا۔ سانفرانسسکو میں کیوں عذاب نہیں آتا۔ حالانکہ وہاں فسق وفجور انہیں کا انکار زیادہ ہے لیکن جب وہاں عذاب آئے۔ تو وہی لوگ پکار اٹھے وہاں کیوں عذاب آیا خدا جانے ان لوگوں کا کیا دین وایمان ہے۔ کہ کسی ایک بات پر قائم نہیں رہ سکتے ایک سوراخ سے سر نکالکر پھر دوسری سے جا نکلتے ہیں۔ خود ہی قرآن شریف کی آیت لکھی ہے کہ:۔

اذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا۔ اور پھر خود ہی جاپان۔ سانفرانسسکو اور فارموسا کے زلزلوں پر معترض ہے گویا قرآن پر اعتراض کرتے ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آجکل نئی اور پرانی دنیا کے ملک بوجہ تار۔ ریل۔ جہاز وغیرہ کے ایک علاقہ کا حکم رکھتے ہیں۔ حضرت صالح۔ ہود وغیرہ کی مخصوص بستیاں تھیں۔ مگر اس خدا کے مرسل کی رسالت تمام جہان کے لوگوں پر ہے اور سب کو پیغام پہونچا یا گیا۔ چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا۔ کہ دنیا کی تمام ... اور تمام ملکوں کو متنبہ کر دے اس لئے اس نے مختلف آفات وعذاب بھیجے تاکہ سب خواب غفلت سے بیدار ہوں اور ان کو فکر پیدا ہو کہ یہ کیا بات ہے اور وہ تضرع پیدا کریں۔ مجھے بڑا تعجب ہے۔ کہ ما ارسلنا فی قریۃ من نبی الّا اخذنا اہلہا بالباساء والضراء لعلہم یضرعون۔ سے معترض یہ سمجھتا ہے۔ کہ عذاب انہی لوگوں کو ہوتا ہے۔ جن کے اندر وہ نبی موجود ہوتا ہے۔ خدا جانے اندر موجود ہونے سے کیا مراد ... مسیح موعود نذیر ہو کر دنیا میں ... ہمکو بھی اسی دنیا میں موجود ... اض کیا ہوا۔ یہ مقامات بوجہ نافرمانی عذاب کے مستحق ... جب ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کی بات پوری ... لی۔ تو ان پر عذاب آگیا اور یہ کہاں سے ثابت ہے کہ صرف وہی گاؤں پکڑا جائیگا جسمیں نبی ہو۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہے کہ وما کان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولا یتلوا علیہم ایاتنا وما کنا مہلکی القریٰ الّا واہلہا ظالمون۔ نبی تو ایک بستی میں آتا ہے جو مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ پھر دوسری بستیاں بھی جو خدا کے علم میں ...

وطن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ابتلار اور تحقیر و تذلیل ناواجب و ناروا کا مختصر ذکر پچھلے پرچہ مین درج ہوچکا ہے۔ بادی النظر ہی مین یہ کارروائی ایسی دردناک اور ہندو کے باتفاق اس پر کمال حیرت و استعجاب اور تاسف و افسوس کا اظہار کرکے باادب مگر زور کے ساتھ ہز آنر سر لوئیس ڈین بالقابہ کو فوری توجہ دلائی۔ تو اسی طرح سربرآوردگان ملک مین سے بھی اکثر نے فوراً کسی نہ کسی پیرایہ مین اعلےٰ حکام کو اس تشویش سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھا۔ جو اس افسوس ناک خبر سے طبعاً تمام اخبار خوان دنیا اور خاص کر شرفار ملک مین محسوس ہونے لگی تھی اگر پبلک کو اطمینان ہے۔ تو زیادہ تر اس امر سے کہ وہ بخوبی جانتی ہے کہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ کی نصفت پسندی اور بیدار مغزی پر کامل بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اگر حالات اور واقعات متقاضی ہون۔ تو واثق یقین ہے۔ کہ سر لوئیس ڈین بہادر اس معاملہ مین سر ڈینس فنر پیٹرک کے نقش قدم پر چلنے سے دریغ نہ فرمادین گے۔ کیونکہ اگر حافظہ غلطی نہین کرتا۔ تو مسٹر ہیرلین کے معاملہ کے زمانہ مین غالباً ہمارے موجودہ حکمران ہی سر ڈینس کے دست راست اور مشیر خاص اور پنجاب گورنمنٹ کے روح رواں یعنے چیف سکرٹری تھے۔

مسٹر ظلی فیصلہ مین لکھتے ہین کہ بشارت احمدؐ اور کرم دین جرم زیر دفعہ ۱۹۳ سے (جھوٹی گواہی دینا) کے مرتکب ہوئے ہین لہذا مین زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ضابطہ فوجداری حوالات مین کرکے ان کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ اور درخواست کرتا ہون کہ اگر صاحب ممدوح مقدمہ کی خود ہی تجویز فرمائین تو بہت مناسب ہوگا تاکہ کسی کو کسی طرح کا حرف رکھنے کا موقعہ نہ ملے۔ وجوہ یہ درج ہین۔ (۱) سول سرجن تلی کا وزن ۱۱۔ اونس بتاتا ہے اور بشارت احمدؐ ۳۴ اونس (۲) سول سرجن کسی شگاف کا نہ ہونا بیان کرتا ہے۔ اور بشارت احمدؐ نے دو شگاف بتائے (۳) باٹ رکھنے کے متعلق کرم دین و بشارت احمدؐ کا اختلاف (۴) پیٹ کے خون کے متعلق اختلاف۔ دس سالہ اسسٹنٹ سرجن ایسے افسر کو حوالات مین کردینا۔ چوہڑے کے ساتھ اس کو ہتھکڑی لگوانا۔ معقول ضمانت سے انکار کردینا بازارون مین پھرایا جانا برآمدہ مین بٹھایا جانا پیدل جانے کا حکم دیا جانا وغیرہ وغیرہ حیرت افزا اور رنجدہ امور سے قطع نظر اس تمام کارروائی مین جو جو صریح بے ضابطگیان اور اہم قانونی غلطیان سرزد ہوئی ہین وہ اعلےٰ حکام اور خاص کر سر لوئیس ڈین پر چشم زدن مین واضح ہوگئی ہون گی۔ تاہم آگاہی عام کے لئے اس موقعہ پر یہ درج کردینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کوئی عدالت زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ کسی شخص کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ قائم نہین کرسکتی۔ جب تک کہ اصل مقدمہ کا آخری تصفیہ نہ ہوگیا ہو۔ دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۶۷۔ مدراس ہائیکورٹ رولنگ جلد ۱ صفحہ ۲۱۔ اس اصل کو بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کہ دیوانی مقدمات مین بھی اس کی تعمیل ضروری سمجھی گئی ہے جیساکہ بمبئی لارپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۲۹۷ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ نیز فیصلجات ذیل سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء صفحہ ۵۰۔ الٰہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۔ الٰہ آباد جلد اول صفحہ ۴۹۷ و جلد ۵ صفحہ ۳۸ اور یہان ابھی سشن نے مقدمہ کی باضابطہ سماعت بھی شروع نہین کی۔ دوسرا بڑا سقم یہ ہے کہ کوئی عدالت باختیار خود زیر دفعہ ۱۹۵ عمل پیرا نہین ہوسکتی اس کے لئے لازمی ہے کہ کوئی پرائیویٹ شخص جس کو مزعومہ حلف دروغی سے نقصان پہونچا ہو۔ درخواست دے اور اجازت استغاثہ حاصل کرے۔ سوم ان دونون شرطون کے پورے ہو جانے کے باوصف کوئی حکم کوئی عدالت ان دونون دفعات کے رو سے نہین دے سکتی۔ جب تک کہ حلف دروغی کے ارتکاب کے متعلق تمہیدی تحقیقات سے اطمینان نہ کرلیا جاوے دیکھو الٰہ آباد لارپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۸ و ۱۰۱ و جلد ۵ صفحہ ۶۲ و مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۸۱ اور پھر یہی نہین کہ چالان بابت گواہ سے پہلے الگ تمہیدی تحقیقات ہو بلکہ یہ کہ اس تحقیقات مین ملزم کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ دیکھو کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۔ الٰہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۳۵۸۔ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حاضری ہی ضروری نہین بلکہ یہ کہ ملزم کو یہ ظاہر کرنے کا موقعہ دیا جاوے۔ کہ کیون اس کے برخلاف اجازت یا حکم ارجاع مقدمہ نہ صادر کیا جاوے۔ دیکھو مدراس ہائیکورٹ پروسیڈنگ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۸ء مدراس لارپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۔ کلکتہ لارپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۵ وغیرہ وغیرہ۔ یہان نہ کوئی سرسری یا تمہیدی تحقیقات ہوئی نہ ملزم کا بیان لیا گیا نہ اُسے موقعہ دیا گیا۔ نہ اصل مقدمہ کو ختم ہونے دیا گیا اور پھر سب سے عجیب یہ کارروائی کہ دونو گواہون کو یکسان ملزم بنادیا حالانکہ ان مین سے ایک کا بیان ضرور سچا تھا۔ اور اگر محض اختلاف ہی کافی وجہ مواخذہ سمجھی گئی ہے۔ تو سول سرجن کے بیان کے اختلاف از بیان بشارت احمدؐ وغیرہ کو اس کلیہ سے کیون مستثنیٰ کیا گیا۔ مگر کامل یقین ہے کہ سر لوئیس ڈین اور ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کے عہد مین قانون کی ایسی بے حرمتی سے ہرگز درگذر نہین فرمایا جائے گا۔

اطلاع ہمارے ایک احمدی بھائی ہین شیخ نور احمدؐ نام۔ ساکن کاہایا۔ وہ اطلاع دیتے ہین۔ کہ منڈی اسپان امرتسر مین۔ مین دلالی کا کام کرتا ہون۔ سب احباب میری معرفت خرید و فروخت کرین۔ انشاء اللہ نقصان سے محفوظ رہ کر فائدہ اُٹھائین گے ان کے پاس گولیان دافع امراض اسپان بھی برائے فروخت ہین۔ بطرف ہاتھی دروازہ متصل چبوترہ سادہ ہوران۔ امرتسر منڈی اسپان مین ہین گر

ضرورت ہے ایسے دو پٹواریون اور ایک قانون گو کی جو بندوبست مین عنقریب کام کرچکے ہون۔ پرائیویٹ جائداد کے متعلق حفاظت حقوق کے لئے۔ درخواستین مع اسناد بذریعہ ایڈیٹر صاحب بدر بہت جلد آنی چاہئین۔ تنخواہ کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت۔ احمدی کو ترجیح دی جاوے گی۔ پنشنر یا ریٹائرڈ بھی لئے جاسکین گے۔

سکھادو مجھ کو دندان سازی کا علم ادھورے طور پر ہے کیا کوئی صاحب احمدی اس کی تکمیل کا ذمہ لیتے ہین۔ مین اپنی دندان سازی کی آمدنی کا دہ فیصدی انشاء اللہ قادیان دیا کرونگا۔ چراغ الدین معرفت ایڈیٹر بدر۔

پتھیرون کی ضرورت صدر انجمن احمدیہ نے عمارت شفاخانہ اور تکمیل عمارت بورڈنگ کے لئے بھٹہ کا جاری کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کام کے لئے پتھیرون کی از حد ضرورت ہے۔ از راہ کرم واقف کار اصحاب پتھیرون کے بہم پہونچانے مین مدد دیکر ثواب دارین سے بہرہ ور ہون۔ اور اس معاملہ مین خط و کتابت انچارج دفتر تعمیرات قادیان سے کرین۔ والسلام۔

درخواست دعا میان عبد الحق صاحب سب پوسٹماسٹر (۲) منشی احمد دین صاحب سٹیشن ماسٹر (۳) دختر زادہ مہرالدین صاحب گرد اور بیمار ہے (۴) منشی عبد الرشید صاحب برادر منشی عبد العزیز صاحب (۵) شاہ ولی نائب ٹیل کالرک کا بیمار ہے۔

جنازہ غائب۔ اہلیہ منشی محمد اسمٰعیل صاحب سابق ایڈیٹر المنصور (۲) زوجہ عبد المجید صاحب لاہوری (۳) ہمشیرہ غلام محی الدین

اصلاح السلام علیکم۔ گذارش آنکہ۔ در اخبار نمبر ۴۳ بدر مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۰۔ تحریر مضمون حقیقت اوتاران ہنود دو جا غلطی کاتب ... آنکہ در سطر ۱۰

اناللہ وانا الیہ راجعون

سید عبد الحی صاحب عرب مہاجر قادیان کی اہلیہ نے (جو ہمشیرہ عبد الغنی خان صاحب مہتمم دواخانہ پٹیالہ ہے) پیر کے روز اپنے وطن میں مع اپنی نوزائیدہ لڑکی کے انتقال کیا۔ مرحومہ۔ غریب مزاج اور نیک شریف عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت نصیب کرے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیوین۔

(۲) برادر محمد زاہد صاحب ساکن خیرام پور (اڑیسہ) کی والدہ صاحبہ ام الحسنات کا جنازہ غائب بھی پڑھ دیں۔

"کوریا میں ایک مشرقی طاقت"

وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً

الحاق کوریا۔ جاپان نے قریب ترین ہمسایہ کا ملک کوریا کس عمدہ قابلیت اور حکمت عملی سے ملحق کیا۔ کہ خود فرمانروائے کوریا نے (جو شہنشاہ یا امپرر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے) خوشی سے اپنی دست برداری قبول کی۔ وہ جاپان سے معقول گذارہ پائیں گے۔ اور ذاتی طور پر شہنشاہ ہی پکارے جاویں گے۔ اگرچہ شیر قالین اور ہے۔ شیر نیستان اور ہے تو بھی دل کے خوش کرنے کو صاحب یہ خطاب اچھا ہے۔ اب حال میں میکاڈو ے جاپان نے کوریا کے لئے ضابطہ انتظام نافذ فرمایا۔ یہاں ایک گورنر جنرل فرمانروا ہوگا۔ جنرل ٹیرونشی کو یہ اعزازِ منصب دیا گیا ہے۔ آپ کو تمام قانون اور آئین مرتب کرنے کا اختیار ہوگا وہ میکاڈو ے جاپان کی منظوری کے محتاج ہوں گے۔ میکاڈو ے جاپان ان کے وزیر اعظم اور پریوی کونسل وہاں کے انتظام کی محافظ اور ذمہ وار ہوگی۔ (عام)

پرتگال میں جمہوری سلطنت

پرتگال کے معزول شاہ مانوئل معاہنی ملکہ اورنیز والدہ و دادی کے بخیریت جبرالٹر میں پہونچے۔ یہاں کے برٹش جنگی جہازوں نے انجناب کی سلامی سرکی۔ گورنر صاحب نے استقبال کیا۔ عزت برقرار ہے۔ پرتگال میں ہرجگہ جمہوری حکومت کا اعلان کیا گیا رعایا خاموش۔ بحری و بری فوجیں متفق۔ سینیر براکہ جدید وزیر اعظم نے برٹش سفیر کو دوستی و عزت کا یقین دلایا۔ تمام مخالفت مغلوب کی گئی ہے۔ شاہ کے تمام حامی مقابلہ میں قتل ہوگئے۔ لیکن وفادار فوج کو سخت مقابلے کے بعد مجبوراً نیچا دیکھنا پڑا۔ فوج کے افسران اندر سے جمہور لیڈروں سے ملے تھے۔ اگر وہ رہنمائی کرتے۔ تو جمہور فوج ضرور مغلوب ہوتی۔ تمام سرکاری کاروبار اور بنک جمہور کے قبضے میں ہیں۔ شاہی طرفدار جابجا بے ہتھیار کئے گئے۔ شہر میں ۳۰ گھنٹہ تک جنگ رہی۔ سلحخانے [illegible] کر تمام ہتھیار عوام کو تقسیم کئے گئے۔ شاہی کا خاتمہ شاہی جھنڈے کے پرخچے اڑا دئے۔ اس کو پیروں تلے کچل ڈالا۔ شاہ نے آخر وقت [illegible] حوصلہ کا ثبوت دیا الخ

الٹی میٹم بھیجا۔ کہ تخت سے مستعفی ہوں۔ وہ آدھی رات کو محلات کے پچھواڑے سے مجبوراً بھاگ گئے ان کی عمر صرف ۲۱ برس کی ہے۔ ان کو شیروں نے دھوکے میں رکھا اور ان کے ساتھ تمام یورپ کی ہمدردی ظاہر ہے۔ جمہور پسندوں کے غلبہ کا ل سے کاروبار جاری کئے گئے۔ فوج نے انقلاب کیا۔ شاہی حکومت ناممکن ہے بعض کے خیال میں جمہور وزرا میں ناچاقی کا خوف ہے اور کیا عجب سپین کی طرح پھر شاہی ہو لیکن موہوم یورپین طاقتیں دخل نہ دینگی۔ اگر جمہوری حکومت اہل پرتگال کو قبول ہوگی تو یورپ میں تسلیم کی جاوے گی۔ ٹرکی و ایران کے بعد پرتگال نے انقلاب کا ثبوت دیا۔ سپین و یونان میں ہی اس کا خوف کیا جاتا ہے۔

سعی مشکور حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور کی کوشش سے لاہور سے ایک سو دو سو پیہ عمارت فنڈ میں ۲۱۱ روپیہ عید الفطر فنڈ میں اور ایک سو پچاس ماہواری چندہ میں ہوا۔ صرف احمدی جماعت نے وہاں کو عید پڑھی۔

ضرورت ہے ایک آدمی کی جو عربی سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور اردو میں بھی مضامین لکھ سکتا ہو حساب کتاب کے کام کی بھی نگرانی کرسکتا ہو۔ مذہب سے سچی ہمدردی اور محبت رکھنے والا ہو اور خدا تعالیٰ کے راہ میں کچھ قربانی کرنے کی ہمت بھی رکھتا ہو۔ وما التوفیق الا باللہ۔ تنخواہ اور کام کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے جو کہ ایڈیٹر رسالہ ہذا سے کرنی چاہیئے۔ قادیان کی سکونت چاہنے والے احباب خصوصیت سے توجہ فرماویں۔ درخواستیں بہت جلد ہوں۔

مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان

پتھر کا کوئلہ

جناب من امید ہے کہ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کا پتھر کا کوئلہ کفایت سے بہت عمدہ ملتا ہے چونکہ میرے یہاں لوڈنگ کا بہت بڑا انتظام ہے کہ خریداروں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں ملتا حسب منشاء مہربان خریداروں کو کوئلہ روانہ کیا جاتا ہے۔ اب مہربانوں کو تحریر ہے کہ کم از کم دو ایک گاڑی کوئلہ منگا کر آزمائش کرلیں۔ دربارہ نرخ مینیجر کارخانہ سے دریافت فرماویں شرط اول ہمراہ آڈر قیمت کوئلہ روانہ فرماویں۔ کم از کم نصف قیمت ضرور باقی روپیہ بذریعہ ویلیو پی ایبل وصول کیا جاویگا۔ شرط دوم میں وقت گاڑی یہاں سے روانہ کی جاوے گی اوس وقت آڈر منسوخ نہیں ہو سکتا ہے۔

اسم فسٹ کلاس بڑا بڑا۔ اسم سکنڈ کلاس بہت عمدہ بڑا بڑا۔ دومست کوئن فسٹ کلاس چمکدار۔ سامک کول بہت عمدہ۔ سوفٹ کوک برابر پوفت۔ ہارڈ کوک فسٹ کلاس بڑا بڑا سفید بکڑہ۔ ہارڈ کوک نمبر ۲ بہت عمدہ۔

المشتہر - ایس - ایم - تقی ٹھوکر کا پتہ کمپنی تقی دھن باد ضلع مانبھوم (بذریعہ پریس قادیان)

دفتر اخبار بدر سے خرید کرو

سنت احمدیہ ۴ر - مجموعہ فتاوے احمدیہ بجائے عہ کے صرف عہ - سری نہ کلنک اوتار ۸ر - کفارہ ۳ر - چشمہ مسیحی ۱۲ر - مباحثہ العصرین ۲ر - غلامی ۳ر - عصمت انبیاء ۷ر - سر الشہادتین ۱ر - ازالتخلافت ۳ر - شہادۃ القرآن ۱۲ر - ظہور المسیح ۲ر - معیار الصادقین ۳ر - اسلام کی پہلی کتاب ۱۲ر - عیسائی مذہب ۱ر - معیار الحق - ضرورت زمانہ ۸ر - مورکھ سدھ ۲ر - کامن احمدی ۱ر - نظم مستورات ۱ر - احمدی کامن ۱ر - القول الصحیح فی تصدیق المسیح ۱ر - فتح الدین ۴ر - رعایتی ۲ر - السر المکتوم ۵ر - البیان الصریح ۱ر - شہادت آسمانی حصہ اول و دوم ۷ر - جنگ مقدس ۸ر - بیس باسے کے نوٹ ۱۲ر - لیکچر مہرسنگ ۱ر - درثمین اردو ۳ر مجلد ۳ر - مباحثہ رام پوری ۲ر - صحیفہ آصفیہ ۲ر - کتاب الصیام - روزے کے متعلق تمام مسائل ۱ر - شرائط بیعت - جلد منگالو - روپیہ کی ۱۲۵ مدکی ۵۰ ۴ر کی ۲۰ - فی جلد -

ایک نئی قسم کا قدرتی خضاب ⅛

یہ خضاب خالص مہندی اور وسمہ کے جوہر سے بلا آمیزش کسی دیگر اجزا کے بصورت تیل تیار کیا گیا ہے اس لئے اسم بامسمیٰ ہے بالوں کو سیاہ بھنورا اور چمکدار اور نرم بنا دیتا ہے صرف کنگھی سے لگایا جاتا ہے نہ منہ لیپانے کی ضرورت نہ ٹھاٹھ باندھنے کی حاجت۔ ادھر لگاؤ۔ ادھر خشک ہو جاتا ہے۔ ۴ منٹ میں فارغ ہوکر کام پر چلتے ہو۔ سردیوں میں دھونے اور نہانے کی تکلیف سے کیسی عجیب نجات دینے والا خضاب ہے۔ نمونہ خضاب بھی قیمت بالمقطع پر ارسال ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی جو سال کے لئے کافی ہے ۲ روپے محصولڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار۔ علاوہ ازیں حسب ذیل ادویات جو سالہائے سال کے تجربہ میں تیر بہدف ثابت ہوئیں۔ وہ بھی بنظر خیر الناس من ینفع الناس سکتی ہیں۔ نمونہ کے لئے ۴ر قیمت لیجاویگی۔ سفوف سوزاک فی ڈبیہ عہ۔ حبوب آتشک فیدرجن ہے حبوب بواسیر خونی و بادی۔ قیمت فیدرجن عہ روپیہ۔ سرمہ اکسیر العین فی تولہ عہ روپیہ۔ سفوف جریان فی ڈبیہ ۱۲ر - حبوب مبہی فی درجن ۲ روپے۔

خضاب منگوانے کا پتہ

مینجر کارخانہ قدرتی خضاب باونڈی راہ والی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

"موست" ونقصان کا کوئی دفعہ مقرر نہیں اس لئے ہے۔ کہ آج ہی خط لکھو اور بذریعہ وی۔ پی۔ امین [illegible] الماری منگا کر اپنی محنت کی کمائی ہوئی دولت کی حفاظت کرو۔ مختصر نرخنامہ باتصویر فرمائش پر مشہور عالم کارخانہ کمپنی گوجرانوالہ سے مفت نذر ہوگی۔

اصول تجارت (فن تجارت سکھانے اور دولت کے راستے بتانیوالی قابل کتاب - ۱۳۶ صفحہ قیمت ۸ر